عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۲۸ | ۱۰ تا ۱۷/ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ فروری ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۶

علم و عمل
رحمت و ہدایت کا ذریعہ

اوباما بصورتِ بُش

قادیانیوں کی دھوکہ دہی

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کی نئی ممبر سازی و انتخاب

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

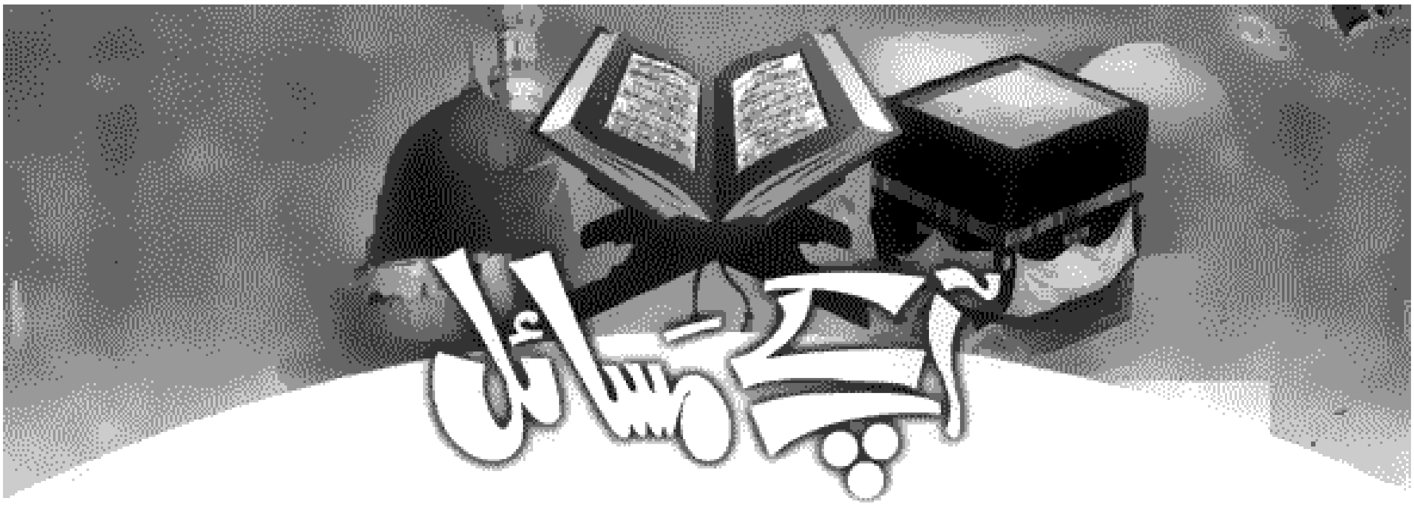

زندیقوں سے سوشل بائیکاٹ

مولانا سعید احمد جلالپوری

سوال: ہم اہالیان گاؤں سکد حار داخلی گڑھی حبیب اللہ تحصیل بالاکوٹ ضلع مانسہرہ، علمائے کرام اور مفتیان عظام کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ ہمارے گاؤں سکد حار میں فتنۂ قادیانیت (مرزائیت) تقریباً نوے سال سے موجود ہے، اس فتنے کے خلاف ہماری پرامن کوشش جاری ہے، اس سلسلے میں شریعت کی روشنی میں ہمارے مندرجہ ذیل سوالات حل فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

۱:...... جب قادیانی اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہوتے ہیں تو مسلمان ان کی گرفت کرتے ہیں، یعنی سوشل بائیکاٹ کرتے ہیں، تو یہ قادیانی کلمہ اسلام کا اظہار کرتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجتے ہیں، مگر موقع ملنے پر دوبارہ قادیانی بن جاتے ہیں، کیا ان کے اس کلمے کے اظہار کو قبول کرتے ہوئے ان کو مسلمان سمجھنا چاہئے؟ جبکہ ایسا دجل اس قادیانی خاندان میں تقریباً سات مرتبہ ہوچکا ہے، نیز جو افراد خود مشکوک ہوں، کیا ان کو قادیانی والدین کی اطاعت وخدمت اور قادیانی رشتہ داروں سے میل جول کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

۲:...... کیا ایسے قادیانیوں کے ساتھ سوشل بائیکاٹ جائز ہے؟

۳:...... جو مسلمان عورتیں ان قادیانیوں کے نکاح میں ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟ جبکہ وہ عورتیں بھی ان کے پاس نہیں رہنا چاہتیں، لیکن ان کے بھائی اور رشتہ دار وغیرہ ان کو قبول نہیں کرتے، ایسے میں بھائیوں اور رشتہ داروں پر شرعاً کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

۴:...... گاؤں کی مسجد میں ایسے قادیانیوں کو نماز پڑھنے اور مسلمانوں کے ساتھ خلط ملط ہونے سے روکنا جائز ہے؟

۵:...... جو مسلمان ان قادیانیوں کی حرکات کو جاننے کے باوجود ان کی حمایت کرتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

۶:...... کیا قادیانی مردہ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاسکتا ہے؟ اور جو دفن ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کی قبروں کو اکھیڑنا جائز ہے؟

۷:...... قادیانی مرتد ہیں؟ یا زندیق؟ ان کا حکم کیا ہے؟

سائلان:

ماسٹر محمد آصف، محمد سراج، عبدالجلیل ودیگر

اہالیان سکد حار، تحصیل بالاکوٹ ضلع مانسہرہ

جواب:...... مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے ماننے والے مرزائی اور قادیانی جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں، قرآن، سنت، اجماع امت اور نصوص قطعیہ اور آئین پاکستان کی روشنی میں کافر، مرتد، ملحد اور زندیق ہیں۔

زندیق وہ ہوتا ہے، جو اپنے کفریہ عقائد کو اسلام باور کرائے، مرزا غلام احمد قادیانی ملعون بھی مرتد و زندیق تھا، چونکہ وہ اپنے آپ کو نبی و رسول کہتا تھا، اپنے نہ ماننے والوں کو نعوذ باللہ کافر و مرتد سمجھتا تھا، اپنے مخالفین کو ولد الحرام، جنگل کے سور اور ان کی عورتوں کو کتیا کہتا تھا، اس لئے اس کے ماننے والے بھی پوری امت مسلمہ کے بارہ میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

جیسا کہ دنیا جانتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی اقتدار اور برطانوی حکومت کی چھتری میں جھوٹی نبوت کا سانگ رچایا تھا، اس لئے جب تک متحدہ ہندوستان میں انگریز کی عمل داری رہی، وہ ڈنکے کی چوٹ اپنے کفریہ عقائد کا اظہار واعلان کرتا رہا۔ یہ اور بات ہے کہ مسلمانوں نے بھی ایک لمحہ کے لئے اس کا تعاقب نہیں چھوڑا، اور اس کے کفر، ارتداد، الحاد اور زندقہ کو ہر سطح پر آشکارا کرتے رہے۔

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۸ ۱۰تا۱۷/صفر المظفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۸تا۱۵/فروری ۲۰۰۹ء شمارہ:۶

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

بارک حسین اوباما بصورت بُش!	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
قادیانیوں کی دھوکہ دہی!	۸	مولانا عبدالکریم مباہلہ
علم و عمل... رحمت و ہدایت کا ذریعہ	۱۲	مولانا بدیع الزمانؒ
اطاعت رسول ﷺ (۲)	۱۵	ڈاکٹر محمد بقا
مولانا فضل محمدؒ... مختصر حالات	۱۸	پروفیسر حامد علی اعوان
ولیش کھو کے قبول اسلام کا ایمان افروز واقعہ	۲۰	ندیم احمد
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ
نئی مسجد سازی اور انتخاب	۲۷	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

گزشتہ سے پیوستہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد میں اس ذہنیت کا علاج فرمایا ہے کہ صدقے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اس میں برکت و اضافہ ہوتا ہے، اس لئے خرچ کرنے والوں کا فقراء و مساکین پر کوئی احسان نہیں، بلکہ حق تعالیٰ شانہٗ کا احسان ان خرچ کرنے والوں پر ہے۔

اسی طرح عام خیال یہ ہے کہ جس شخص پر کسی نے ظلم کیا ہو، یا اس کی بے عزتی کی ہو، اُس کی عزت خاک میں مل جاتی ہے، چنانچہ لوگ ہتکِ عزت کا انتقام لینا ضروری سمجھتے ہیں، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلفاً فرماتے ہیں کہ مظلوم اگر اپنی طرف سے کوئی انتقام نہ لے تو حق تعالیٰ اس کی عزت و وقار میں اضافہ فرماتے ہیں، اور ایسے شریف انسان کی عزت لوگوں کے دلوں میں مستحکم ہوجاتی ہے، اور بسا اوقات خود ظالم بھی نادم و شرمندہ ہوکر اس سے معافی مانگنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ ظالم سے اس کے ظلم کا بدلہ لینا اگرچہ صحیح ہے، اور حدود کے اندر رہتے ہوئے شریعت نے اس کی اجازت بھی دی ہے، مگر یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کہ مظلوم اگر انتقام نہ لے بلکہ ظالم کو معاف کردے تو یہ عزت و وقار کے خلاف ہے۔

عزت و وقار ظاہری کرّوفر اور شان و شوکت کے مظاہرے کا نام نہیں، بلکہ یہی عزت و عظمت وہ ہے جو دلوں میں راسخ ہو، اس لئے بڑا آدمی وہ نہیں جو لوگوں کو اُن کی گستاخیوں کا مزہ چکھائے، بلکہ بڑا آدمی وہ ہے جو انتقام کی قدرت کے باوجود عفو و درگزر سے کام لے اور اپنے بدترین دُشمن اور ظالم کو بھی معاف کردے۔

یہاں ایک اور نکتہ بھی لائق توجہ ہے، جو عام انسانوں کی نظر سے اوجھل ہے، وہ یہ کہ جو شخص ظالم سے انتقام لینے کی ٹھان لے حق تعالیٰ شانہٗ اس کا معاملہ اس کے سپرد فرمادیتے ہیں، اور جو شخص محض رضائے الٰہی کے لئے صبر سے کام لے اور انتقام سے دست کش ہوجائے، حق تعالیٰ، ظالم سے اس کا انتقام خود لیتے ہیں۔

تیسری بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلفاً فرمائی وہ یہ کہ جب کوئی بندہ مخلوق سے مانگنے کا دروازہ کھول لیتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس پر غنا اور سیر چشمی کا دروازہ بند کردیتے ہیں، اور فقر و احتیاج کا دروازہ اس پر کھول دیتے ہیں۔

یہ بات بھی عام انسانوں کی روش کے خلاف ہے، عموماً مخلوق سے جو سوال کیا جاتا ہے وہ یہ سمجھ کر کیا جاتا ہے کہ فقر و غربت کا مداوا ہوگا، مگر مانگنے کی علت جس شخص کو لگ جاتی ہے، تجربہ اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ اس کا فقر ختم نہیں ہوتا بلکہ اس میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شریعت نے سوال کرنے کی اجازت صرف مجبوری اور اضطرار کی حالت میں دی ہے، گدائی کو پیشہ اور ذریعہ معاش بنالینا شریعت کی نظر میں حرام اور ذلیل ترین جرم ہے، بلکہ جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ بھیک مانگنا اس کا پیشہ ہے، اس کو دینا بھی جائز نہیں۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار اشخاص کا تذکرہ فرمایا ہے، ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت بھی عطا فرمایا ہے اور علم کی دولت سے بھی نوازا ہے، وہ مال کے حاصل کرنے اور اس کے خرچ کرنے میں احکامِ الٰہیہ کی پابندی کرتا ہے، مال کو حق تعالیٰ شانہٗ کی امانت سمجھ کر کارِ خیر میں صَرف کرتا ہے، اس کے حق میں مال سراپا رحمت اور آخرت کے اجر و ثواب کا ذریعہ ہے۔ ایک دُوسرا

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شخص ہے جسے علم کی دولت تو نصیب ہے مگر مال سے محروم ہے، یہ اس پہلے شخص کے اچھے کاموں پر رشک کرتا ہے اور یہ نیت رکھتا ہے کہ اگر اسے بھی مال میسر آتا تو وہ بھی اسی طرح کارِ خیر میں خرچ کرتا۔ پہلے شخص کو گو نیک عمل کا ثواب ملے گا، مگر حسنِ نیت میں چونکہ دونوں شریک ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ اس کو بھی اچھی نیت پر اجر عطا کریں گے۔

اس کے برعکس ایک شخص وہ ہے جو مال و دولت سے بہرہ ور ہے، مگر علم و عقل کی دولت سے محروم ہے، وہ مال و دولت کو عطیۂ خداوندی سمجھنے کے بجائے اپنا موروثی حق یا اپنی عقل و ذہانت کا کرشمہ سمجھتا ہے، اس لئے نہ وہ مال کمانے میں حلال و حرام کی پروا کرتا ہے، اور نہ مال خرچ کرنے میں احکامِ الٰہیہ کی پابندی کرتا ہے، نہ فقراء و مساکین اور محتاجوں کا حق ادا کرتا ہے، نہ عزیز و اقارب کی مدد اور اعانت کرتا ہے، اس کا مال اکثر و بیشتر خواہشات کے پورا کرنے اور جھوٹی نمائش کے ذریعے عزت و وقار کے موہوم مینار کھڑے کرنے میں خرچ ہوتا ہے، ایسے شخص کے لئے یہ مال وبالِ جان ہوگا اور قیامت کے دن اس کو اپنی غلط کاریوں کا خمیازہ بھگتنا ہوگا۔

ایک اور شخص ہے جو مال اور علم دونوں سے محروم ہے، وہ اس دُنیادار کے کرّوفر کو دیکھ کر رال ٹپکاتا ہے کہ اگر اسے بھی ذرائع میسر آتے تو وہ بھی اسی طرح دادِ عیش دیتا اور اسی طرح مال کو نفس پرستی میں خرچ کرتا، یہ شخص اپنی جاہلانہ خواہش اور غلط نیت کی بنا پر گنہگار ہوگا، کیونکہ غلط کام اگرچہ نہیں کرسکا، مگر غلط روی کا عزمِ مصمم اس کے دل میں بھی موجزن ہے۔

☆☆..........☆☆

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

اُوباما بصورتِ بُش!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

دوبار امریکی صدارتی انتخابات جیتنے اور امریکی صدارت سے وابستہ رہنے کے بعد، ڈبلیو بُش ایوانِ صدر سے رخصت ہوگیا، اس کی جگہ سیاہ فام بارک حسین اُوباما نے باقاعدہ حلف اٹھا کر صدارتی منصب سنبھال لیا ہے۔

امریکا کی گزشتہ دس سالہ انسانیت کش اور اسلام دشمن پالیسیوں سے بےزار لوگوں کا خیال تھا کہ شاید بُش کے بعد امریکا کی پالیسی بدل جائے گی اور بارک حسین اُوباما، جو اپنے تئیں ایک مسلمان باپ کی اولاد ہونے کی ”تہمت“ رکھتے ہیں، بُش کی پالیسیوں کو نہیں دہرائیں گے، بلکہ قوی امکان ہے کہ سیاہ فام اوباما، اپنی سیاہ فام برادری کی طرح دوسرے مظلوم اور پسے ہوئے انسانوں اور کمزور ممالک کی مسلم و غیر مسلم عوام کے ساتھ بُش جیسا انسانیت سوز سلوک نہیں کریں گے۔

چنانچہ بعض جذباتی لوگوں نے اس ”امکان“ کو حقیقت واقعہ کا درجہ دے کر، بارک حسین اوباما سے بہت سی توقعات وابستہ کرلی تھیں، ایسا لگتا تھا کہ بارک حسین اوباما کے صدر بنتے ہی امریکا اور اس کی پالیسیاں مشرف بہ اسلام ہوجائیں گی، اور آئندہ کوئی ملک اور قوم یہودی، عیسائی جارحیت اور امریکی زیادتیوں کا شکار نہیں ہوگی۔ بارک حسین اوباما کے آتے ہی افغانستان سے امریکی افواج واپس چلی جائیں گی، عراق خالی کردیا جائے گا اور پاکستان کے شمالی علاقوں میں جاری امریکی سرچ آپریشن ایک دم رک جائے گا، آئندہ وہاں نہ کوئی ڈرون حملہ ہوگا، اور نہ کسی گھر پر میزائل داغے جائیں گے۔ اسی طرح گوانتاناموبے میں سالوں سے مقید بےقصوروں کو آزاد کردیا جائے گا، صرف یہی نہیں بلکہ امریکی صدر بارک حسین اوباما بنفس نفیس مسلمانوں اور غریب ممالک کا وکیل صفائی بن جائے گا اور آئندہ کسی جابر و قاہر کو انسانوں اور مسلمانوں کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہیں ہوسکے گی وغیرہ وغیرہ۔

لیکن افسوس کہ ان جذباتی لوگوں کی ان تمام توقعات کا آبگینہ اس وقت چور چور ہوگیا، جب اوباما کے صدارتی منصب سنبھالنے کے باوجود گوانتاناموبے کے عقوبت خانہ میں مقید معصوموں کی رہائی کے سلسلہ میں اس کا کوئی مثبت بیان نہیں آیا، عراق و افغانستان میں جاری امریکی جارحیت اور ظلم و تشدد کے بارہ میں بھی کوئی ردوبدل نہیں کیا گیا بلکہ شمالی اور جنوبی وزیرستان پر میزائل حملوں کو برقرار رکھتے ہوئے پانچ میزائل حملے کیے گئے، جیسا کہ اخبارات میں ہے:

”وانا/میر علی (اے پی/اے ایف پی/جنگ نیوز) بارک اوباما کے عہدہ صدارت سنبھالنے کے بعد پہلی مرتبہ پاکستان کے قبائلی علاقے شمالی اور جنوبی وزیرستان میں امریکی جاسوس طیاروں نے میزائل حملے کیے، جس کے نتیجے میں ۲۰ افراد جاں بحق ہوگئے۔ تفصیلات

کے مطابق جمعے کو پہلا امریکی ڈرون حملہ شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے گاؤں زیرا کی میں ہوا، امریکی جاسوس طیاروں نے مقامی قبائلی خلیل نامی کے گھر کو نشانہ بنایا، جاسوس طیارے سے تین میزائل داغے گئے، اے پی کے مطابق ایک سیکورٹی اہلکار نے نام نہ ظاہر کرنے کی شرط پر بتایا کہ میزائل حملے میں پانچ غیر ملکیوں سمیت دس افراد ہلاک ہوئے، طیاروں نے دو عمارتوں کو نشانہ بنایا جبکہ پولیٹیکل انتظامیہ نے ۱۶ افراد کی ہلاکت کی تصدیق کی ہے، خلیل نامی مقامی قبائل کے گھر سے ملبہ ہٹایا دیا گیا اور لاشوں کو نکال لیا ہے، مقامی لوگوں کے مطابق مقامی طالبان مذکورہ گھر کو محاصرے میں لے کر ملبے سے لاشیں نکال کر لے گئے، برطانوی خبر رساں ادارے کے مطابق پاک فوج کے ترجمان اطہر عباس سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ انہیں حملے کی اطلاع پہنچی ہے تاہم اس کی تصدیق نہیں ہو پا رہی، اس کے کچھ گھنٹوں بعد ہی امریکی جاسوس طیاروں نے دوسرا میزائل حملہ جنوبی وزیرستان کے علاقے وانا کے قریب کیا، جس کے نتیجے میں دس افراد مارے گئے، امریکی جاسوس طیاروں کی مستقل پروازیں جاری ہیں، جنوبی وزیرستان کے صدر مقام وانا کے نواحی علاقے کنگی خیل میں دین فراز کے گھر پر گائیڈڈ میزائل حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں دس افراد جاں بحق ہو گئے، اطلاعات کے مطابق حملے سے قبل دو گھنٹے تک امریکی جاسوس طیارے پروازیں کرتے رہے۔ واضح رہے کہ پاکستانی قیادت نے ایک روز قبل نیٹو کے سیکریٹری جنرل جاپ دی ہوپ شیفر سے مطالبہ کیا تھا کہ نیٹو پاکستانی علاقوں پر امریکی حملے رکوانے کے لئے اپنا کردار ادا کرے، جس پر نیٹو کے سیکریٹری جنرل نے اس حوالے سے کردار ادا کرنے کی یقین دہانی کرائی تھی۔ پاکستانی حکومت کی جانب سے اس امید کا بھی اظہار کیا جا رہا تھا کہ بارک اوباما کے اقتدار سنبھالنے کے بعد امریکی جاسوس طیاروں کے حملے رک جائیں گے۔ یاد رہے کہ وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے چند ماہ قبل اس امر کا اظہار کیا تھا کہ امریکا کے نو منتخب صدر بارک اوباما کے حلف لینے کے بعد پاکستانی سرزمین پر جاسوس طیاروں کے حملے بند ہو جائیں گے۔ شمالی وزیرستان میں آخری بار ۱۶/ دسمبر ۲۰۰۸ء کو امریکی جاسوس طیارے کا حملہ ہوا تھا۔ دوسری جانب جنوبی وزیرستان میں بھی جاسوس طیاروں کی پروازیں رات گئے تک جاری رہیں۔“ (روزنامہ جنگ کراچی، ۲۴/ جنوری ۲۰۰۹ء)

ہمارے خیال میں ان جذباتی مسلمانوں اور خصوصاً ارباب اقتدار کو بش اور بارک حسین اوباما کی ترجیحات کے بارہ میں اب کسی قسم کا ابہام نہیں رہنا چاہئے اور انہیں بش کی مانند اوباما سے بھی کسی قسم کی توقعات وابستہ نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان کو یہ ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ: ”الکفر ملة واحدة“... کفر ایک ملت ہے، کافر چاہے گورا ہو یا کالا، وہ کافروں کے مفادات کا محافظ ہوگا نہ کہ مسلمانوں کا.....

تاہم مسلمانوں کا اوباما کی کامیابی پر خوش ہونا ایک فطری امر تھا، اس لئے کہ جبر وتشدد اور گھٹن کی فضا جب طول پکڑ جائے تو جبر وتشدد کا شکار انسان طبعاً گھبرا کر کسی تبدیلی کا متلاشی ہوتا ہے، چنانچہ جب اُسے اس قسم کی کسی تبدیلی کی بھنک پڑ جائے تو اُسے بادِ صبا کا حیات آفریں جھونکا محسوس ہوتا ہے، بلکہ ایسا لگتا ہے جیسے اس کے دکھ کٹنے کا وقت آ گیا ہے، اور اس کے سر سے مصائب وآلام کے پہاڑ کا بوجھ اترنے کو ہے، یہ دوسری بات ہے کہ بعض اوقات اس تبدیلی کے بعد کا مرحلہ پہلے سے بھی بدتر ثابت ہوتا ہے، تاہم وقتی تبدیلی اور تبدیلی کی موہوم سی امید پر بھی وہ خواب وخیال کی جنت میں کھو جاتا ہے بلکہ شیخ چلی کے محل تیار کرنے لگتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی حقیقت واقعہ ہے کہ جب کبھی دو کتے آپس میں لڑ رہے ہوں تو غیر اختیاری طور پر جی میں آتا ہے کہ اس لڑائی میں فلاں کتا غالب آ جائے، اس کا یہ معنی نہیں ہوتا کہ وہ کتا اچھا ہے، یا اس میں کتے پن کی وہ خرابیاں نہیں ہیں، جن کی بنا پر دوسرے کتے سے نفرت ہے اور اس کے مغلوب ہونے کی چاہت ہو رہی ہے، ٹھیک اسی طرح جب بش اور اوباما کا مقابلہ ہوا تو بش کی مسلم کش پالیسیوں اور انسان دشمنی سے بیزار افراد کی خواہش تھی کہ اوباما کامیاب ہو جائے تو کم از کم بش کی اس درندگی سے جان چھوٹ جائے گی، ٹھیک اسی طرح بش کے مقابلہ میں اوباما کی کامیابی کی چاہت بھی محض اسی فطری جذبہ کے پیش نظر تھی، ورنہ شاید کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا، جو یہ سمجھتا ہو کہ امریکا کی صدارت پر متمکن ہونے والا کوئی عیسائی مسلمانوں کا خیر خواہ ہوگا، یا وہ امریکی مفادات اور ترجیحات پر کسی دوسرے ملک اور قوم کو ترجیح دے گا؟

الغرض امریکا کے جبر وتشدد کے شکار کسی مسلمان، کسی مظلوم انسان یا کسی ملک کو یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ بارک حسین اوباما ان کے حق میں اچھے جذبات رکھتا ہے، یا وہ بش کے، برعکس انسانیت یا مسلمانوں کا خیر خواہ ہے نہیں نہیں، ہرگز نہیں! اس لئے کہ وہ اول وآخر عیسائی اور امریکی ہے۔

آخر مسلمان یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ بارک حسین اوباما وہی شخص ہے، جس نے نائن الیون کے بعد واشگاف الفاظ میں یہ ہرزہ سرائی کی تھی کہ: ''مسلمانوں کی جارحیت کا علاج یہ ہے کہ امریکا مسلمانوں کے مقدس مقام بیت اللہ پر بمباری کرے'' لہٰذا جو ملعون شروع دن سے مسلمانوں اور ان کے مقدس مقامات کے بارہ میں اس قدر معاندانہ جذبات رکھتا ہو، یہ کیونکر ممکن ہے کہ جب وہ برسراقتدار آئے تو اس کی آتش انتقام میں کمی آجائے؟ یا وہ اسلام دوست بن جائے؟

بہر حال ''سرراہے'' کے معاصر کالم نگار کی یہ رائے بالکل ہمارے دل کی آواز ہے، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

''اوباما کے دور میں شمالی جنوبی وزیرستان پر پہلے امریکی میزائل حملے میں ۲۱ افراد جاں بحق ہوگئے، اس پر وائٹ ہاؤس نے تبصرے سے انکار کردیا۔ یوں لگتا ہے، جیسے بارک حسین اوباما میں سے حسین منفی ہوتا جارہا ہے اور ان کے دور میں پہلی پھلجھڑی چھوٹ گئی ہے، یہ پھلجھڑیاں ہمارے پھولوں کو جلا کر راکھ کررہی ہیں۔ پاکستان کی خودمختاری کا جو احترام اوباما نے ظاہر کیا تھا، اس کی پہلی بے حرمتی بُرے انداز میں شروع ہوچکی ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ امریکا ایک طویل عرصے سے اپنا فیملی یونٹ تقریباً توڑ چکا ہے اور اکثریت جو جنم لے رہی ہے اور جوان ہورہی ہے، وہ بد اصل ہیں، اوباما سے خوش آئند توقعات پر نہیں جانا چاہئے، اب بُش نہیں رہا مگر پالیسیاں وہی رہیں گی، اس لئے پاکستان اب دوستی سے توبہ کرلے، کیونکہ بقول میاں محمد بخشؒ:

اصلاں نال جے نیکی کریئے نسلاں تک نہیں بُھلدے

بُریاں نال جے نیکی کریئے الٹیاں چالاں چلدے

وائٹ ہاؤس کا انکار، وہ اصلیت ہے جو بدنسلوں سے ظاہر ہوتی ہے، اتنی جرأت رندانہ اب ہمارے حکمرانوں میں آجانی چاہئے کہ وہ اتحادی ہونے سے انکار کردے اور امریکا کو سیدھے لفظوں میں حملوں سے روک دیں ورنہ یہ اوباما بش کا باپ ثابت ہوگا۔

ہمارے ۲۱-افراد کا جاں بحق ہونے کا خون اوباما کی گردن پر پہلا خون ہے، جس کا حساب ہمیں بحیثیت ایک آزاد جمہوری حکومت کے لینا چاہئے، اب یہ ثابت کردینا چاہئے کہ جسے امریکا مینہ سمجھا تھا، وہ بھیڑیا تھا اور وہ اب اپنی آئی پر آگیا ہے، اگر دنیا کی چند عسکری تنظیمیں امریکا کو ناکوں چنے چبوا سکتی ہیں تو ایک خود مختار سولہ کروڑ کی آبادی والا واحد ایٹمی قوت والا مسلمان ملک ایسا کیوں نہیں کرسکتا کہ سر اٹھا کر امریکا کو زیادتی سے روکے، ہم نے انسانی روپ میں خونخوار درندوں کو ہمیشہ انسان سمجھا اور اس کی قیمت آج چکا رہے ہیں، جلد ہی فلسطین اور کشمیر کے بارے میں اوباما کا رویہ سامنے آجائے گا، جو ہمارے سینے میں آگ اور بھارت کے جگر میں ٹھنڈ ڈال دے گا، یہ ممکن ہی نہیں کہ اوباما صہیونیت کی جکڑ بندی میں نہ آسکے، آثار ظاہر ہونے لگے، کسی دانشور نے کہا تھا: ''دوستوں کا پتہ زنداں میں چلتا ہے، جبکہ دسترخوان پر تو سبھی دشمن دوست نظر آتے ہیں۔'' ایک سپاہی نے جو بہت موذی تھا ایک درویش کے سر پر پتھر دے مارا، درویش بے چارہ انتقام نہ لے سکتا تھا، صبر کرکے بیٹھ گیا، یہاں تک کہ ایک روز بادشاہ کو اس سپاہی پر غصہ آگیا اور اسے کنویں میں پھنکوادیا، تب درویش وہی پتھر لے کر کنویں کی منڈیر پر آگیا اور پتھر اس کے سر پر دے مارا، ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے، اب وقت ہے کہ پاکستان امریکا کی غلامی سے جان چھڑالے'' (روزنامہ نوائے وقت کراچی ۲۵/جنوری ۲۰۰۹ء)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جرأت اور ہمت عطا فرمائے اور امریکا کی کاسہ لیسی کی ذلت سے محفوظ رکھے اور بارک حسین اوباما کو بھی عقل وخرد عطا فرمائے کہ وہ اپنے پیشرو کی طرح ظلم وتشدد کی راہ نہ اپنائے، ورنہ بہرحال اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

قادیانیوں کی دھوکہ دہی

قادیانی جب کسی نوتعلیم یافتہ یاان اشخاص سے جوقادیانیوں کے عقائد سے ناواقف ہوتے ہیں، ملتے ہیں تو انہی کے مذاق کے مطابق گفتگوشروع کرتے ہیں، ان کے وعظ کا ملخص یہ ہوتا ہے کہ اسلام چاروں طرف سے مصائب میں گھرا ہوا ہے، مسلمانوں پر تزلزل وادبار کا دوردورہ ہے، ان حالات میں جولوگ باہمی تکفیر بازی کا مشغلہ اختیار کرتے ہیں، دراصل وہی اسلام کے جانی دشمن ہیں۔ آج وقت یہ ہے کہ آپس کے اختلاف کو بالائے طاق رکھا جائے، آپس میں کوئی جھگڑا نہ کیا جائے، ہر وہ شخص جو''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا قائل ہے، خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو، ایک دوسرے سے متحد ہوکر غیروں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوجائے، تنگ خیالی کو دور کردیا جائے، غرضیکہ ایسی تقریر کریں گے جوایک ناواقف حال پر یہی اثر ڈالے کہ یہ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے مصائب سے پوری پوری ہمدردی رکھتے ہیں اورانہیں ان کی تکالیف کا اس قدر احساس ہے کہ شاید رات کی نیند بھی ان پر حرام ہوچکی ہے۔

چونکہ قادیانیوں کا یہ ہتھکنڈا آج کل عام ہے کیونکہ ان کے خیال میں کالجوں کے تعلیم یافتہ لوگ مذہب سے ناواقف ہوتے ہیں، وہ اپنے ہی مذہب سے واقف نہیں تو ان کو قادیانیوں کے عقائد کا کیا علم ہوگا؟ اس لئے قادیانی عام مجالس میں اور مسائل کو چھیڑتے ہوئے یہی حربہ اختیار کرتے ہیں، جس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ مسلمان طالب علموں یا دوسرے ناواقف حال اصحاب کو متاثر کرکے علماء اسلام سے متنفر کیا جائے اور ان کے ذہن نشین کیا جائے کہ فساد کے بانی یہی ''مولوی'' ہیں، جن کا مشغلہ باہمی تکفیر بازی ہے، جب اس نفرت دلانے میں کامیابی ہوگی اور یہ لوگ اپنے علماء کے مواعظ حسنہ سے مستفید نہ ہوں گے تو ان کو آہستہ آہستہ اپنے رنگ پر لایا جائے گا اور قادیانیت کے پرچار میں بہت زیادہ آسانیاں ہوجائیں گی۔

کیونکہ قادیانی آج کل زیادہ تر اس حربہ کو استعمال کرتے ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ان کے عقائد کو نقل کرکے دکھایا جائے کہ اصل

مولانا عبدالکریمؒ مباہلہ

حقیقت کیا ہے؟ تکفیر بازی کس کا مشغلہ ہے؟ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھنے والوں کو کون دائرہ اسلام سے خارج بتاتا ہے؟ مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنا کون حرام سمجھتا ہے؟ مسلمانوں سے رشتہ وناطہ ناجائز اوران کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا کون حرام بتاتا ہے؟

ان کے، ان عقائد کی روشنی میں ہر شخص سمجھ سکے گا کہ ان کا اتحاد کا وعظ کیا حقیقت رکھتا ہے، ان کا ہمدردانہ لیکچر دراصل شاطرانہ چال ہوتی ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آج اتحاد کا کوئی دشمن ہے تو قادیانی مسلمانوں کے مصائب پر خوشی منانے والا کوئی ہے تو قادیانی، مسلمانوں کی آپس میں لڑائی کرانے کی کوشش کرنے والا اگر کوئی ہے تو قادیانی، مسلمانوں کے خلاف اگر ایک کینہ پرور جماعت پیدا کررہا ہے تو قادیانی۔

ان عقائد کو قادیانیوں کے سامنے رکھئے اور مطالبہ کیجئے کیا یہی آپ کے عقائد ہیں؟ بغیر کسی اینچ پینچ اور اگر مگر کے صاف الفاظ میں بتاؤ کیا یہ تمہارے عقائد نہیں؟ اور کیا تم اس وقت تک ان پر قائم نہیں، اگر یہ درست ہے تو تمہیں مسلمانوں سے کیا ہمدردی ہوسکتی ہے اور تم اتحاد کے حامی کیونکر ہوسکتے ہو، تمہاری لفظی ہمدردی اگر محض مکروفریب نہیں تو اور کیا ہے؟

مسلمانوں سے قطع تعلق

''تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں، بکلی ترک کرنا پڑے گا۔'' (حاشیہ تحفہ گولڑویہ، ص:۲۰)

''غیر احمدیوں سے دینی امور میں الگ رہو۔'' (فتح المصلی، ص:۳۸۲)

تمام اہلِ اسلام کافر اور دائرہ اسلام سے خارج

''سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔''

(آئینہ صداقت، ص:۳۰)

مسلمانوں کی اقتدا میں نماز حرام

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ ایک جماعت تیار کرے پھر جان بوجھ کر ان لوگوں میں گھسنا جس سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے، منشاء الٰہی کی مخالفت ہے، میں تم کو

بتاکید منع کرتا ہوں کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔" (الحکم، ۷/فروری ۱۹۰۳ء)

"یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر ومکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔" (حاشیہ تحفہ گولڑویہ، ص:۲۷)

کسی مسلمان کے پیچھے نماز جائز نہیں

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ وہ خدائے تعالیٰ کے ایک نبی (مرزا غلام احمد) کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کرسکے۔" (انوار خلافت، ص:۹۰)

جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں!

"باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ تم جتنی دفعہ بھی پوچھوگے، اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں۔" (انوار خلافت، ص:۸۹)

مسلمانوں سے رشتہ وناطہ حرام

خلیفہ قادیان لکھتا ہے کہ میرے باپ سے:

"ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی بٹھائے رکھو، لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو، آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کردیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔" (انوار خلافت، ص:۹۴)

مسلمانوں سے رشتہ وناطہ جائز نہیں

"غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے کہ وہ نکاح جائز ہی نہیں، لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں، اس لئے وہ جس گھر میں بیاہی جاتی ہیں، اس کے خیالات و اعتقادات کو اختیار کرلیتی ہیں اور اس اپنے دین کو تباہ کرلیتی ہیں۔" (برکات خلافت، ص:۷۳)

"حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے۔" (برکات خلافت، ص:۷۵)

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے؟ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو، مگر تم سے اچھے رہے کہ کافر ہوکر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔" (ملائکۃ اللہ، ص:۴۶)

مسلمانوں کی نماز جنازہ ناجائز

مرزا قادیان کا اپنے فوت شدہ بیٹے سے سلوک:

خلیفہ قادیان اپنے باپ کے متعلق روایت کرتا ہے:

"آپ کا ایک بیٹا فوت ہوگیا، جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق کرتا تھا، جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہیں کی تھی بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا، ایک دفعہ میں بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آگیا، جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس کھڑا درد سے رو رہا ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ بڑی عزت کرتا تھا، لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے، محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئے، حضرت صاحب نے ان کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو، اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیجی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے، اسی طرح کریں باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔" (انوار خلافت، ص:۹۱)

فرمانبردار بیٹے سے جس گروہ کے بانی کا یہ سلوک ہو، ایسے گروہ کی مسلمانوں سے جیسی ہمدردی ہوسکتی ہے، اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، یہی خلیفہ قادیان از خود ایک سوال پیدا کرکے اس کا جواب دیتا ہے:

"غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر ہوئے، اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود علیہ السلام کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟" (حوالہ مذکور)

کسی مسلمان کا جنازہ مت پڑھو

"قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر اسلام لے آیا ہے لیکن یقینی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہوگیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں۔ (نا معلوم یہ حکم کہاں ہے) پھر غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے۔" (انوار خلافت، ص:۹۳)

شعائر اللہ کی ہتک

تیرہ سو سال گزر چکے مگر اس قدر عرصہ میں شعائر اسلامی کی ہتک اور انتہائی توہین کی کوئی شخص جرأت نہیں کر سکا۔ مکہ و مدینہ کی فضیلت، مسلمہ چیز ہے۔ قرآن پاک نے صاف الفاظ میں ان مقامات کی عزت و حرمت بیان فرمائی۔ مسلمانوں کی ان مقامات سے انتہائی محبت کا آج بھی یہ حال ہے کہ اطراف و اکناف عالم سے سینکڑوں نہیں، ہزاروں بلکہ لاکھوں فرزندان توحید ان شعائر اسلامی کی زیارت اور فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے جاتے ہیں، کیونکہ خداوند کریم نے حج کو ایک واجب توفیق پر فرض قرار دیا ہے اور صاف ارشاد فرمایا ہے کہ اس میں بے شمار برکتیں ہیں، مگر قادیانی کمپنی کا سرکردہ اپنے حالات کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے:

”قادیان تمام دنیا کی بستیوں کی ام (ماں) ہے، پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا، وہ کاٹا جائے گا، تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے، پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا؟ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے، کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔“ (حقیقت الرؤیا، ص:۴۶)

سالانہ جلسہ دراصل قادیانیوں کا حج ہے

خلیفہ قادیان لکھتا ہے:

”ہمارا سالانہ جلسہ ایک قسم کا ظلی حج ہے۔“ (الفضل، یکم دسمبر ۱۹۲۲ء)

اب حج کا مقام صرف قادیان ہے

”ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے، خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام (حج) کے لئے مقرر کیا ہے۔“ (مخلص از برکات خلافت، ص:۵)

مسلمانوں سے انتہائی دشمنی کے ثبوت میں حسب ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے:

مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارنا

”انتقام لینے کا زمانہ، اب زمانہ بدل گیا ہے، دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا، اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا، مگر اب مسیح اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین موت کے گھاٹ اتارے، حضرت مسیح موعود نے مجھے یوسف قرار دیا ہے، میں کہتا ہوں، مجھے یہ نام دینے کی کیا ضرورت تھی، یہی کہ پہلے یوسف کی جو ہتک کی گئی ہے، اس کا میرے ذریعہ ازالہ کردیا جائے، پس وہ تو ایسا یوسف تھا، جسے بھائیوں نے گھر سے نکالا تھا مگر اس یوسف نے اپنے دشمن بھائیوں کو گھر سے نکال دیا، پس میرا مقابلہ آسان نہیں۔“ (عرفان الٰہی، ص:۹۳)

مخالفین کو سولی پر لٹکانا

”خدا تعالیٰ نے آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام عیسیٰ رکھا ہے، تاکہ پہلے عیسیٰ کو تو یہودیوں نے سولی پر لٹکایا تھا مگر آپ زمانہ کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں۔“ (تقریر الٰہی، ص:۲۹)

وہ تعلیم یافتہ اور قادیانیت کی حقیقت سے ناواقف مسلمان جو قادیانیوں کے پروپیگنڈا سے متاثر ہوکر ان کے مصنوعی کارناموں کو بنظر استحسان دیکھنا شروع کر دیتے ہیں یا وہ مسلمان اخبارات جو اپنی مخصوص اغراض کے لئے قادیانیوں کا پروپیگنڈا کرتے ہیں، ان کے متعلق خلیفہ قادیان کا حسب ذیل ارشاد سنئے اور اندازہ کیجئے کہ جس گروہ کا یہ خیال ہو کہ جب تک ایک شخص بکلی قادیانی نہ ہوجائے اس کا اعتبار نہ کیا جائے بلکہ ساری دنیا کو اپنا دشمن یقین کرنے کی تاکید کرے، ایسے گروہ کی مسلمانوں سے ہمدردی کی کیونکر توقع کی جاسکتی ہے۔

”ساری دنیا ہماری دشمن ہے، بعض لوگ (مسلمان) جب ان کو ہم سے مطلب ہوتا ہے تو ہمیں شاباش کہتے ہیں، جس سے بعض احمدی یہ خیال کرلیتے ہیں کہ وہ ہمارے دوست ہیں، حالانکہ جب تک ایک شخص خواہ وہ ہم سے کتنی ہمدردی کرنے والا ہو، پورے طور پر احمدی نہیں ہوجاتا، وہ ہمارا دشمن ہے، ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں تاکہ ان پر غالب آنے کی کوشش کریں، شکاری (قادیانی) کو کبھی غافل نہ ہونا چاہئے اور اس امر کا برابر خیال رکھنا چاہئے کہ شکار (مسلمان) بھاگ نہ جائے یا ہم پر ہی حملہ نہ کردے۔“ (تقریر خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

”تم اس وقت تک امن میں نہیں ہوسکتے، جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو، ہمارے لئے امن کی ایک ہی صورت ہے کہ دنیا پر غالب آجائیں۔“ (خطبہ خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

ان عقائد کی موجودگی میں قادیانیوں کو کیا حق ہے کہ وہ اتحاد و اتفاق کا ڈھونگ رچا کر اپنی مخصوص اغراض، اپنی تبلیغ کا راستہ صاف کرنے کی کوشش کرکے مسلمانوں کو دھوکا دینے کی سعی کریں، اس چیز کو اور زیادہ صاف اور اجلا کرنے کے لئے ہم خلیفہ قادیان کے دو اقوال نقل کرتے ہیں:

”میں منافقت کی صلح ہرگز پسند نہیں کرتا، ہاں جو صاف دل ہوکر اور اپنی غلطی چھوڑ کر صلح کے لئے آگے بڑھے، اس سے زیادہ اس کی طرف بڑھوں گا۔“

(برکات خلافت ص:۲۷)

''صلح اس وقت ہوسکتی ہے جب کہ یا تو جو لینا ہو، لے لیا جائے اور جو دینا ہو، دے دیا جائے، کیونکہ یہ مخالف کی مخالف سے صلح ہے، بھائی بھائی کی صلح نہیں اور یا پھر وہ زہر جو پھیلایا گیا ہو، اس کا ازالہ کردیا جائے۔'' (عرفان الٰہی ص:۸۳)

ہر دو حوالہ جات اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ خود خلیفہ قادیان کے نزدیک صلح کا بہترین اصول کیا ہے؟ ان اقوال کی وضاحت کے لئے اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ صلح کے یہ اصول خلیفہ قادیان نے کیوں بیان کئے؟

مرزائی جماعت دو پارٹیوں میں منقسم ہے (پارٹیاں تو بہت ہیں اور ان میں کئی انبیاء بھی پیدا ہوچکے ہیں مگر قابل ذکر یہی دو ہیں) ایک قادیانی، ایک لاہوری۔ لاہوری جماعت نے ایک مرتبہ اس خواہش کا اظہار کیا کہ معمولی اختلاف سے قطع نظر کرتے ہوئے ہمیں آپس میں متحد ہونا چاہئے، یہ بات تھی بھی معقول، کیونکہ لاہوری جماعت مرزا کی تمام کتب پر ایمان رکھتی ہے، اس کے تمام دعاوی کو تسلیم کرتی ہوئی اسے مسیح موعود اور مہدی موعود قرار دیتی ہے، ظاہر ہے کہ صرف مسئلہ نبوت کو چھوڑ کر باقی تمام امور میں ایک جماعت کا متحد ہونا، صلح کے راستہ کو کس قدر قریب کرنے کا موجب ہوسکتا ہے، مگر خلیفہ قادیان ان لوگوں کی صلح کو مخالف کی مخالف سے صلح بتاتا ہوا یہ شرط عائد کرتا ہے کہ صلح بھی ہوسکتی ہے جبکہ جو لینا ہو لے لیا جائے اور جو دینا ہو دے دیا جائے، یعنی وہ زہر جو پھیلایا گیا ہو اسے دور کیا جائے، پھر کیا یہ امر موجب حیرت نہیں کہ جب قادیانی اس جماعت سے جو مرزا کو مسیح موعود مانتی ہے، صلح کے لئے اس وقت تک تیار نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ اپنے پھیلائے ہوئے زہر کو دور نہ کرے تو کیا مسلمان ہی ایسے سادے رہ گئے ہیں جو قادیانی کمپنی سے مطالبہ کریں گے، ہماری تم سے صلح اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ تم اس زہر کو دور کرو جو تم اپنے اقوال و اعمال سے پھیلا چکے ہو، ایک طرف تم مسلمانوں سے بائیکاٹ کی تلقین کرتے جاؤ، انہیں دائرہ اسلام سے خارج بتاؤ، ان کا یا ان کے معصوم بچے تک کا جنازہ حرام سمجھو لیکن ساتھ ساتھ اتحاد کی بھی دعوت دیئے جاؤ، ہم تمہارے ہی اقوال کو دہراتے ہوئے تمہیں یہ جواب دینے کا حق رکھتے ہیں کہ ہمارا تمہارا اتحاد خواہ وہ کسی معاملہ میں ہو، اس وقت تک ناممکن ہے جب تک تم اعلانیہ اپنے ان شائع کردہ اعتقادات کو واپس لینے کا اعلان نہ کردو، ورنہ ہمیں یہ کہنے کا حق ہے کہ اتحاد و اتفاق کا وعظ محض ایک چال ہے جو مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے چلی جارہی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض ناواقف لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہمیں قادیانیوں کے عقائد سے کوئی واسطہ نہیں، ان کے خیالات سے ہمیں کوئی تعلق نہیں، ہمارا یہ اخلاقی فرض ہے کہ ہم اچھی بات کو اچھی کہیں، اگر قادیانی اچھا کام کرتے ہیں تو ہم اسے اچھا کہیں، اگر وہ ایک نیک کام کی دعوت دیں تو ہمیں اس میں شریک ہونا چاہئے، مثلاً قادیانی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ کرتے ہیں تو ہمیں اس نیک کام میں شامل ہونا چاہئے، اس خیال کی تردید میں ہم اپنی طرف سے نہیں بلکہ خود خلیفہ قادیان کا وہ جواب نقل کرتے ہیں جو اس نے اس موقع پر، جب کہ اس کے سامنے لاہوری جماعت سے صلح کے سوال پر اس کے ایک مرید کے، اسی قسم کے شبہ کے جواب میں دیا اور یہ جواب اس شبہ کے ازالہ کے لئے اس قدر کافی ہے کہ اس کی موجودگی میں کسی اور جواب کی ضرورت نہیں، سنئے خلیفہ قادیان ارشاد فرماتے ہیں:

''یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہؓ کی صبح کی نماز رہ گئی، اس پر اٹھ کر اتنا روئے کہ روتے روتے شام ہوگئی اور اس گریہ وزاری کی حالت میں سوگئے، صبح ابھی اذان بھی نہ ہوئی تھی کہ انہوں نے رؤیا میں دیکھا ایک آدمی کہہ رہا ہے اٹھو نماز پڑھو، آپ نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں ابلیس ہوں، آپ نے کہا: تم اور نماز کے لئے جگاؤ؟ ابلیس نے جواب دیا: کل مجھ سے غلطی ہوگئی جو میں نے تم کو سلائے رکھا، جس پر تم اس قدر روئے کہ خدا نے کہا کہ اسے ستر نمازوں کا ثواب دو، آج میں اس لئے جگانے آیا ہوں کہ تمہیں ایک نماز کا ثواب ملے، ستر کا نہ ملے، تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو چیز اچھی نظر آتی ہے وہ درحقیقت اپنے اندر برائی کا بیج رکھتی ہے۔''

(عرفان الٰہی ص:۸۳)

دیکھئے، خلیفہ قادیان کس صفائی سے اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ نماز جیسے نیک کام کے لئے شیطان کا حضرت معاویہؓ کو جگانا نیک عمل شمار نہیں ہوسکتا۔

اس حوالہ کی موجودگی میں ہر مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قادیانیوں سے ان کی منافقانہ دعوت اتحاد کا یہ قطعی جواب دے سکے کہ تمہارا یہ اتحاد کا وعظ اور سیرت جلسوں وغیرہ میں شرکت کی دعوت اپنی اغراض مخصوصہ کے لئے ہے، ورنہ مسلمانوں سے تمہیں قطعاً کوئی ہمدردی نہیں اور نہ ہوسکتی ہے کیونکہ تمہارے عقائد تمہیں مجبور کرتے ہیں کہ تمام مسلمانوں سے دشمنی رکھو، اگر تمہارے قلب میں صفائی ہے تو آؤ اپنی نیک نیتی کا ثبوت یوں دو کہ اپنے ان تمام تفرقہ انگیز، اتحاد شکن عقائد سے بیزاری کا اعلان کردو۔ ☆

(قادیانیت سے اسلام تک... محمد متین خالد)

علم و عمل رحمت و ہدایت کا ذریعہ

مولانا بدیع الزماںؒ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین اور آسمان کی تمام مخلوقات پر فضیلت اور برتری عطا فرمائی ہے، جس پر قرآن مجید کی متعدد آیات شاہد ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

''اور ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور خشکی اور دریا میں ان کو سواری دی اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور بہت سی مخلوق پر ان کو فضیلت دی۔''

اپنے ظاہری جسد عنصری' اعضا کی ساخت و تناسب اور شکل و صورت کے لحاظ سے بھی اس کو تمام عالم کی مخلوق سے ممتاز پیدا کیا۔ ارشاد فرمایا:

''انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر ہم نے پیدا کیا۔''

لیکن انسان کی اصل فضیلت و بزرگی کا مدار اس کی باطنی خوبیوں اور اخلاق حسنہ پر ہے۔ جن کو حاصل کرنے سے دوسری مخلوق عاجز اور معذور ہے۔ دنیا میں جب وہ پیدا ہوتا ہے تو اس میں کوئی باطنی خوبی نہیں ہوتی بلکہ حواس ظاہرہ سے پوری طرح استفادہ کرنے سے بھی وہ قاصر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور اللہ نے تم کو نکالا تمہاری ماں کے پیٹ سے کہ نہیں جانتے تھے کسی چیز کو اور دیئے تم کو کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم شکر ادا کرو۔''

ظاہری نشوونما کے ساتھ ساتھ تدریجی طور پر اس کی وہ باطنی مخفی قوتیں بھی ارتقائی منازل طے کرتی جاتی ہیں جو اس میں ودیعت کی گئی ہیں۔ ان صلاحیتوں سے کام لینے اور روحانی کمالات حاصل کرنے کی وجہ سے اس کا مقام اعلیٰ وارفع ہو جاتا ہے۔

درحقیقت روحانی کمالات کا مبداء و سرچشمہ صفت علم ہے۔ اس صفت عالی کے بغیر انسان نہ دنیوی مناصب و اعزاز حاصل کرسکتا ہے اور نہ اخروی مدارج و کمالات تک رسائی پاسکتا ہے۔ اسی صفت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان اول (آدم علیہ السلام) کی فوقیت و فضیلت تمام ملائکہ مقربین پر ظاہر فرمائی اور یہی وہ حقیقی جوہر ہے کہ جب انسان اس سے تہی دامن ہوتا ہے تو چاہے دنیوی مال و اسباب اور جان و حشم کا مالک ہی کیوں نہ ہو' حقیقی اور دائمی عزت کا مقام کبھی حاصل نہیں کرسکتا۔

ایک دفعہ شیخ سعدیؒ کے سامنے سے ایک جاہل شخص زرق و برق لباس فاخرہ زیب تن کئے بہترین اسپ تازی پر سوار گزر رہا تھا اس کو دیکھ کر شیخ سعدیؒ نے کہا: ''عجلاً جسداً له خوار'' (ایک بچھڑے کا جسم ہے جس کے لئے گائے کی آواز ہے)۔

اسلامی نقطہ نگاہ سے علم شریعت کا حاصل کرنا سب مقاصد سے اہم بلکہ تمام مقاصد کی روح ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد دو چیزیں بتائیں ایک علم ربانی کی تعلیم اور دوسری تکمیل اخلاق کی تعلیم۔ علم کے متعلق ارشاد فرمایا:

''مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

اور تکمیل اخلاق کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''مجھے بہترین اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔''

حاصل یہ کہ بعثت نبی کا مقصد اول تعلیم علم اور دوسرا مقصد تربیت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں علم و اخلاق ہی پھیلانے کے لئے تشریف لائے اسی لئے قرآن مجید کی سب سے پہلی آیت نازل ہوئی تو وہ تعلیم و تعلم ہی سے متعلق تھی ارشاد خداوندی ہے:

''اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھو جس نے پیدا کیا ہے۔''

یعنی وہ علم پڑھو جس میں رب کا نام ہو اور جس سے معرفت حاصل ہو' جس علم سے خالق حقیقی کی معرفت اور تربیت اخلاق حاصل نہ ہو وہ جہل سے بھی بدتر ہے۔

پھر علم سے مقصود عمل ہے قرآن و حدیث میں جس علم کے فضائل ذکر کئے گئے ہیں وہ وہی علم ہے جس پر عمل صالح کے ثمرات طیبہ مرتب ہوں' اس لئے کہ علم بے عمل دیوانگی اور عمل بے علم بیگانگی ہے۔

قرون اولیٰ میں سلف صالحین کے نزدیک علم و عمل لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے تھے ان حضرات کی ساری محنتیں اور شب و روز کی تمام سرگرمیاں صرف رضائے الٰہی کے لئے ہوتی تھیں۔ شیخ شبلیؒ فرماتے ہیں: میں نے چار استادوں کے سامنے بیٹھ کر چار ہزار حدیثیں پڑھی ہیں' ان میں سے صرف ایک حدیث کو عمل کے لئے منتخب کرلیا ہے وہ حدیث یہ ہے:

''دنیا کے لئے اتنا کام کر جتنا تو اس میں رہے گا اور آخرت کے لئے اتنا کام کر .

جتنا رہنا مقدر ہے اور اللہ کے لئے اتنا کام کر جتنا تو اس کا محتاج ہے اور دوزخ کے لئے اتنا کام کر جتنا تو اس کی تکلیف پر صبر کرسکتا ہے۔"

اس ارشاد رسولؐ کا حاصل یہ ہے کہ تمہیں بہت بڑا فقیہ اور عالم متبحر بننے کی ضرورت نہیں' کیونکہ یہ فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں ہے۔

امام غزالیؒ نے اپنے ایک تلمیذ خاص کو مکتوب تحریر فرمایا جس میں بزرگانہ نصائح کا بہت بڑا وافر ذخیرہ موجود ہے اس مکتوب سے چند اقتباسات یہاں نقل کئے جارہے ہیں۔ جس کا ہر ایک جملہ اہل علم و ارباب نصیحت کے لئے سامان عبرت فراہم کرتا ہے امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

"بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فقط علم حاصل کرلینا کافی ہے عمل کی ضرورت نہیں حالانکہ یہ بہت بُرا اعتقاد اور فلاسفہ کا مذہب ہے۔ سبحان اللہ اتنا تو جانتے ہو کہ جو شخص علم حاصل کرکے اس پر عمل نہ کرے اس پر خدا کی حجت قائم ہوجاتی ہے کیا تم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اس عالم کو ہوگا جس کو اس کے علم سے کچھ فائدہ نہ پہنچا ہوگا۔"

حضرت جنید بغدادیؒ سے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دریافت کیا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا:

"عبادات و ارشادات سب بے کار ہوگئے صرف ان چند رکعات نے فائدہ دیا جو کہ تہجد کے وقت پڑھ لیا کرتا تھا۔" اس لئے میرے فرزند عزیز! اعمال صالحہ اور احوال فاضلہ سے تہی دست نہ رہنا چاہئے اور خوب یقین کرلینا چاہئے کہ عالم بے عمل ہرگز دستگیری نہیں کرسکتا دیکھو اگر کسی جنگ آزمودہ سپاہی کے سامنے میدان میں کوئی شیر آجائے تو کیا بدون ہتھیار کے شیر سے بچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اسی طرح علم خواہ کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو جب تک اس پر عمل نہیں کروگے مفید نہیں ہوسکتا۔"

امام غزالیؒ اسی مکتوب میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

"میرے فرزند! اگر تم کو فقط علم ہی کافی ہوتا اور عمل کی حاجت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا ہر شب آخری حصہ میں:

ہے کوئی سوال کرنے والا'

ہے کوئی توبہ کرنے والا'

ہے کوئی مغفرت چاہنے والا'

فرمانا بے کار ہوتا۔

سنو ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ذکر آیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ اچھا آدمی ہے کاش! تہجد کی نماز پڑھتا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ سے فرمایا:

"رات کو زیادہ نہ سویا کرو کیونکہ رات کو زیادہ سونا قیامت کے روز تہی دستی کا باعث ہوگا۔"

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے دور کے کبار اولیاء میں سے تھے اپنے مرید خاص حاتم اصمؒ سے فرمایا: تم کتنی مدت سے میرے پاس رہتے ہو؟ عرض کیا ۳۳ برس سے' فرمایا اس عرصے میں تم نے کتنے علوم وفوائد حاصل کئے عرض کیا صرف آٹھ فائدے۔ حضرت شقیق بلخیؒ نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے تو تمہاری تعلیم وتربیت میں عمر صرف کردی' اور تم نے صرف آٹھ فائدے حاصل کئے۔ مرید نے عرض کیا جناب والا! میری تحصیل تو اسی قدر ہے جو عرض کردی۔ اس سے زائد حاصل کرنے کی مجھے ضرورت بھی نہیں' مجھے یقین ہے میری نجات کے لئے اتنا ہی کافی ہے' اس پر شقیق بلخیؒ نے فرمایا: اچھا بتاؤ وہ آٹھ فوائد کون سے ہیں حاتم نے عرض کیا:

"پہلا فائدہ میں نے دیکھا دنیا میں ہر شخص کو کوئی نہ کوئی چیز مرغوب ومطلوب ہوتی ہے' اس میں سے کوئی تو مرض الموت تک ساتھ دیتی ہے اور کوئی قبر تک میں نے پورے تدبر کے ساتھ ایسا محبوب پسند کیا جو قبر میں بھی میرا مونس ہو وہ عمل صالح ہے۔ شقیق بلخیؒ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ میں نے دنیا میں سب کو خواہش نفس کا تابع پایا جب یہ آیت میری نگاہ سے گزری:

"جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش بد سے روکا پس اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔"

مجھے یقین ہوگیا کہ قرآن مجید ہی سراسر حق ہے تو میں نے اپنے نفس کو ایسا قابو کیا کہ اس کے سارے پیچ وخم نکل گئے یہاں تک کہ وہ اطاعت حق کے لئے مستعد ہوگیا۔ حضرت شقیق بلخیؒ نے فرمایا اللہ تجھے برکت دے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا دنیا میں لوگ بڑی صعوبتوں اور تکالیف کے بعد کچھ سامان دنیا کا حاصل کرتے ہیں اور دل میں بڑے مسرور نظر آتے ہیں کہ ہم نے عجیب وغریب چیز حاصل کرلی ہے جب یہ آیت کریمہ میں نے پڑھی:

"جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہوجاتا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی

رہنے والا ہے۔"

تو میں نے اپنا سارا مال واسباب فی سبیل اللہ فقراء میں تقسیم کر کے اللہ کے پاس امانت رکھ دیا اس توقع پر کہ وہ وہاں باقی رہے گا۔

حضرت شقیق بلخیؒ نے جواب دیا بہت اچھا کیا۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی اس پر فخر کرتا ہے کہ میرے اعزہ و اقارب اور خدام بہت ہیں اور کوئی مال واولاد کی کثرت پر نازاں ہے اور کوئی اپنی قوت و طاقت پر اتراتا ہے میں نے جب یہ آیت پڑھی:

"جو تم میں متقی ہے بے شک وہ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والا ہے۔"

تو میں نے یقین کرلیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد صحیح ہے اور اہل دنیا کے خیالات غلط۔ پس میں نے تقویٰ اختیار کیا تا کہ عنداللہ مجھے عزت کا مقام حاصل ہو جائے۔

شیخ بلخیؒ نے فرمایا جزاک اللہ!

پانچواں فائدہ یہ ہے کہ میں نے بہت سے لوگوں کو از راہ حسد ایک دوسرے کی برائی کرتے دیکھا، کسی کو کسی کے جاہ و منصب پر حسد تھا اور کسی کو دوسرے کے علم و فضل پر میں نے یہ آیت پڑھی:

"ہم نے ان کے درمیان سامان عیش دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا"

تو میری سمجھ میں یہ بات آئی کہ ہر ایک مقسوم روز اول ہی سے مقدر ہو چکا ہے اس میں کسی کا کوئی اختیار نہیں تب میں اس تقسیم خداوندی پر راضی ہو گیا اور کسی کے ساتھ میرا حسد باقی نہیں رہا سارے عالم سے میری صلح ہو گئی۔

شقیق بلخیؒ نے فرمایا: تم نے بہت اچھا کام کیا۔

چھٹا فائدہ یہ ہے کہ کسی نہ کسی سبب سے اکثر لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں میں نے یہ آیت پڑھی:

"بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم بھی اس کو دشمن سمجھو۔"

قرآن مجید حکم فرماتا ہے کہ بجز شیطان کے اور کسی کو دشمن حقیقی نہ بنانا چاہئے اس بنا پر میں نے شیطان کو اپنا دشمن سمجھ کر ہر بات پر اس کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول ہو گیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"اے اولاد آدم کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرو یقیناً وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اور میری عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔"

حضرت شقیق بلخیؒ نے فرمایا: تم نے بہت خوب کیا۔

ساتواں فائدہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو روزی کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہوئے حرام اور مشتبہ طریقوں میں مبتلا ہو کر ذلیل و رسوا ہوتے دیکھا تو میری نظر اس آیت پر پڑی:

"زمین میں جو بھی مخلوق ہے ہر ایک کی روزی اللہ کے ذمہ ہے۔"

بس میں بے فکر ہو کر اللہ کی عبادت میں لگ گیا۔

آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ لوگ کسی نہ کسی چیز پر بھروسہ کرتے ہیں میں نے جب اس آیت پر غور کیا:

"جس شخص نے اللہ پر توکل کیا پس وہ اس کے لئے کافی ہے۔"

تو سب کو چھوڑ کر صرف اللہ پر اعتماد کر لیا وہی میرے لئے کافی ہے۔

شقیق بلخیؒ نے فرمایا: "اے حاتم تم نے بہت ہی اچھا کیا خدا تمہیں توفیق دے۔"

امام غزالیؒ کے اس طویل مکتوب کا حاصل یہ ہے کہ علم باعمل رحمت و ہدایت اور آخرت میں حقیقی اور دائمی عزت کا ضامن ہے اور علم بے عمل سراسر ضلالت اور عالم آخرت میں ابدی خسارہ اور محرومی کا پیش خیمہ ہے۔☆......☆

سفرِ حج پر مبارک باد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرحد کے امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی سفر حج سے گزشتہ دنوں واپس تشریف لائے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا زاہد وسیم کی معیت میں پشاور تشریف لے گئے۔ حضرت مفتی صاحب کو ان کے سفر حج پر مبارک باد پیش کی اور سرحد میں جماعتی امور پر ان سے مشاورت ہوئی۔ حضرت مفتی صاحب نے مبلغین ختم نبوت کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا، جس میں پشاور کے جماعتی احباب چاچا عنایت، حاجی نظام اللہ جان سمیت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ مفتی صاحب اور ان کے رفقاء کار نے عشائیہ میں کباب سے تواضع کی اور رات گئے محفل جاری رہی۔

گزشتہ سے پیوستہ

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر محمد بقا

ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چودہ سو سال مسافت نے ہمیں جس مقام پر لا کھڑا کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہماری زندگی پر مادی اقدار کی گرفت زیادہ اور اخلاق اقدار کی گرفت کم ہے، ہم نے مادی اقدار کو زیادہ اختیار کیا ہے، مادی اقدار کو مرکزی حیثیت دے رکھی ہے اور اخلاقی اقدار کو ہم اسی حد تک اپناتے ہیں جس حد تک وہ ہماری مادی قدروں کا ساتھ دے سکیں اور ٹکراؤ کی صورت میں ہم مادی قدروں کو اپنی جگہ پر رکھتے ہیں اور اخلاقی قدروں کو ان پر قربان کر دینے میں دریغ نہیں کرتے۔

ترقی یافتہ اقوام کی اندھی تقلید میں آج مسلمانوں کی اکثریت کا بھی یہ حال ہے کہ دنیاوی خوشحالی اور مادی ترقی کی لگن کے مقابلے میں آخرت کا تصور اگر عقیدے کی شکل میں ان کے ذہنوں میں موجود ہے تو عملی زندگی پر اس عقیدے کو کوئی گرفت نہیں، ہر شخص کی تمام تر جدوجہد یہ ہے کہ کسی طرح اس کی دنیا سنور جائے خواہ آخرت کی قیمت پر ہی سہی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مادی ترقی کو شجر ممنوعہ قرار نہیں دیا خوشحالی اور دولت مندی سے منع نہیں فرمایا ورنہ نہ تو اسلام میں زکوٰۃ وصدقات کے ادارے ہوتے اور نہ امت مسلمہ کی پہلی نسل میں جس کی تربیت خود اللہ کے رسول نے فرمائی تھی حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جیسے متمول صحابہ کرامؓ موجود ہوتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز سے منع فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں اس طرح منہمک نہ ہو جاؤ کہ خدا اور آخرت کو فراموش کر دو، چنانچہ متمول صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں ہمیں دین اور دنیا کا جو بہترین امتزاج ملتا ہے، اس کی شہادت خود اللہ تعالیٰ نے اس طرح دی ہے:

"ان لوگوں کو اللہ کی یاد سے اور (بالخصوص) نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ فروخت، اور وہ ایسے دن کی (دارو گیر) سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی۔"

(۳۷:۲۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے کہ مادی ترقی کے سلسلے میں بھی ان حدود کا لحاظ رکھا جائے جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے مقرر کی ہیں۔ مادی ترقی کا دائرہ مباحات کا دائرہ ہے، اس دائرے کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ نے انسان کو آزاد چھوڑا ہے، لیکن مطلقاً آزاد نہیں، حکومت جب کوئی قطعۂ زمین کسی شخص کو مکان کی تعمیر کے لئے دیتی ہے تو سب سے پہلے اس کی حدود اربعہ متعین کرتی ہے اور اگرچہ اس کی اجازت دیتی ہے کہ ان حدود کے اندر رہ کر جس وضع کا وہ مکان چاہے بنائے لیکن پھر بھی یہ قید لگاتی ہے کہ اس کا نقشہ پاس کرانا پھر بھی حکومت کا کام ہے، بالکل اسی طرح اللہ اور اس کے رسول نے پہلے تو زندگی کے حدود اربعہ مقرر فرمائے پھر مباحات کا دائرہ مقرر فرما دیا کہ اس دائرے سے باہر کی جو چیزیں ہیں وہ یا تو فرض ہے یا حرام یا ان کے قریب قریب مباحات کے دائرے میں، البتہ تم آزاد ہو کر جو چاہو کرو، لیکن اس کا نقشہ بھی اللہ و رسول سے پاس کرانا ضروری ہے اور زندگی کا جو نقشہ اللہ کے دربار سے نہ صرف پاس ہو چکا بلکہ اس نقشے کے بارے میں خود اللہ نے یہ کہہ دیا کہ اسی کے مطابق ہر شخص کو اپنی زندگی کی تعمیر کرنی چاہئے وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہ تو بے کار پیدا کیا ہے اور نہ پیدا کر کے اس کی کھلی چھٹی دے دی ہے کہ تم ہمارا گو اور ہمارے احکام کی پرواہ کئے بغیر جو چاہے کئے جا اس لئے کہ جوابدہی کے لئے اب تمہیں ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آنا:

"افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون۔"

(۱۱۵:۲۳)

ترجمہ: "کیا تم نے خیال کیا تھا کہ ہم نے تم کو یوں ہی مہمل (خالی از حکمت) پیدا کر دیا ہے اور یہ بھی (خیال کیا تھا) کہ تم ہمارے پاس نہ لائے جاؤ گے۔"

اگر ہم کسی کو ملازم رکھتے ہیں تو اس کا کام بھی خود ہی متعین کرتے ہیں اور اسے برداشت نہیں کرتے کہ تنخواہ تو ہم دیں اور وہ ہمارا بتایا ہوا کام تو نہ کرے اپنی مرضی سے جو چاہے کرتا رہے جب ہم محض اتنی سی بات پر کہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے چند پیسے کسی کو تنخواہ کے طور پر دیتے ہیں، یہ حق رکھتے ہیں کہ

اس کے کام کے حدود اور کام کے طریقے بھی ہم ہی متعین کریں تو اللہ کو جس نے زندگی اور زندگی کی ہر نعمت بخشی ہے یہ حق کیوں نہ ہوگا کہ وہ ہماری زندگی کے طور طریق اور ہمارے اعمال کی حدود متعین کرے، بجا طور پر اللہ کو یہ حق ہے اور اس نے ایسا کیا بھی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ ہماری نگاہ میں زندگی گزرنے کا سب سے پسندیدہ طریقہ وہ ہے جو تم رسول کی زندگی میں دیکھتے ہو:

"لقد کان لکم في رسول الله اسوۃ حسنۃ" (۲۱:۳۳)

ترجمہ: "البتہ رسول (کی زندگی) میں تمہارے لئے اچھا نمونہ موجود ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیش وعشرت کے بجائے فقر وفاقہ کی زندگی بسر کی ہے، اگر آپؐ عیش وعشرت کی زندگی گزارنا چاہتے تو آپؐ کے لئے کوئی مانع نہ تھا، زمین وآسمان کے خزانوں کے مالک کی طرف سے آپؐ کے لئے جبل احد کو سونے کا پہاڑ بنانے کی جو پیشکش کی گئی اس سے قطع نظر عرب کی امیر ترین خاتون حضرت خدیجہؓ سے شادی کے بعد اور پھر فتوحات کے نتیجے میں مادی وسائل آپؐ کے اس اتنے جمع ہوگئے تھے کہ اگر آپ چاہتے تو امیرانہ بلکہ شاہانہ زندگی بسر کر سکتے تھے لیکن اگر آپ ایسا کرتے تو رہن سہن کے اطوار میں امراء وسلاطین تو آپ کی اتباع کر سکتے تھے مفلس و نادار کے لئے تو آپ کی اتباع ممکن نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر وفاقہ کی زندگی کو دانستہ طور پر اسی لئے اختیار فرمایا کہ آپؐ کی زندگی امیر وغریب سب کے لئے قابل تقلید بن سکے، کیونکہ غریب کے لئے تو یہ ممکن نہیں کہ سونے کے لقمے کھا سکے، لیکن امیر کے لئے تو یہ ممکن ہے کہ سونے کے لقمے ہوتے ہوئے بھی ایک وقت کا فاقہ کرے یا روکھی سوکھی کھا کر ہی پیٹ کی آگ بجھائے۔

اللہ نے اپنی قدیم عادت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دنیا میں بھیجا جب عالم انسانیت اللہ کو بھول کر غلط راہ پر جا پڑی تھی، آپؐ نے بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ راست دکھانے اور اسے حیات نو سے آشنا کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو اس وقت نہ صرف عرب بلکہ ساری دنیا چند تاریک دنیا کو چھوڑ کر نفسانی خواہشات کی غلامی میں جکڑی ہوئی تھی انسان کی ساری تگ و دو مادی فوائد کے حاصل کرنے تک محدود تھی، طاقتور ضعیف کو جینے کا حق دینے کے لئے بھی تیار نہ تھا اور خدا اور آخرت کا تصور اگر بعض قوموں میں تھا بھی تو اپنی فعال نوعیت ختم کرکے انتہائی مضمحل ہو چکا تھا، آج پھر دنیا کی اور دنیا کے ساتھ مسلمانوں کی یہی حالت ہے کہ اللہ کو فراموش کرکے غلط روی کا شکار ہیں۔ اگر آخرت نہ سہی دنیا کی عزت اور سربلندی ہی مطلوب ہو تو کیا اللہ کا یہ ارشاد سامنے نہیں ہے:

"واللہ العزۃ ولرسولہ ولکن المنافقین لا یعلمون۔" (۸:۶۳)

ترجمہ: "اور عزت اللہ اور اس کے رسول ہی کے لئے ہے، لیکن منافقین جانتے ہی نہیں۔"

کیا تاریخ کے صفحات پر یہ حقائق ثبت نہیں کہ جن لوگوں نے اللہ کے رسول کی اطاعت اور اتباع کی، آخرت میں تو ان کے درجات بلند ہوں گے ہی، اللہ نے انہیں دنیا میں بھی دولت، حکومت اور لبہ وعزت سے نوازا اور وہ قوت وسطوط عطا کی کہ دنیا ان کے نام سے لرزہ براندام ہوتی تھی تو عزت وسربلندی کے جس طریقے کو ایک بار آزمایا جا چکا ہو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے طریقے کو اختیار کرنا اس کی ضرورت کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع یہ نہیں ہے کہ مذہب تو رسول سے لیا جائے اور زندگی کے طریقے کسی اور سے لئے جائیں، اسلام کا مطالعہ تو یہ کرو کہ جو چیز بھی لی جائے اسلام اور پیغمبر اسلام سے لی جائے۔ عہد نبوت میں چند یہودی حضرات مشرف باسلام ہوئے مگر اسلام کے احکام کے ساتھ توراۃ کے احکام کی بھی رعایت کرنی چاہئے، مثلاً ہفتہ کے دن کی تعظیم کرنا اور اونٹ کے گوشت اور اس کے دودھ کو حرام ماننا اور توراۃ کی تلاوت کرنا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"یا ایها الذین آمنوا ادخلوا في السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوت الشیطن۔" (۲:۲۰۸)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اسلام میں پورے طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔"

معلوم ہوا کہ ایسا طرز جسے عامیانہ محاورے میں آدھا تیتر آدھا بٹیر کہا جاتا ہے، یہ شیطان کی اتباع ہے اور اسلام تو اسے برداشت نہیں کرتا کہ اس میں کسی دوسرے الٰہی دین کی آمیزش کی جائے، چہ جائے کہ ایسی چیزیں جن کا کسی بھی الٰہی دین سے کوئی تعلق نہ ہو، تعجب ہے کہ جو لوگ اپنے استعمال کی چیزوں میں ملاوٹ کو پسند نہیں کرتے وہ اسلام میں ملاوٹ کس طرح پسند کر لیتے ہیں؟؟

اتباع رسول یہ بھی نہیں کہ عقل میں آ جائے تو اتباع کی جائے ورنہ نہیں، کیونکہ یہ تو عقل کی اتباع ہوئی، رسول کی اتباع نہ ہوئی، رسول کی اتباع تو یہ ہے کہ اگر کوئی بات صحیح طور پر ثابت ہو جائے اور عقل میں نہ آئے تب بھی اسے مانا جائے۔ حضرت عمرؓ جب طواف بیت اللہ کے موقع پر حجر اسود کے مقابل ہوئے تو اسے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں جانتا ہوں تو محض ایک پتھر ہے جو نہ نفع اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے، اگر میں نے یہ نہ دیکھا ہوتا کہ میرے محبوب رسولؐ نے تجھے بوسہ دیا ہے تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا، یہ کہا اور پھر حجر

اسود کو بوسہ دیا۔(بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت ابوبکر صدیق صدیق کے لقب کے مستحق اسی وجہ سے ہوئے کہ انہوں نے اسراء ومعراج کے عقل میں نہ آنے والے واقعہ کی بے چوں چراں تصدیق کی تھی اور اس طرح کی بے چوں چراں اتباع جس کے بغیر ایمان کا کمال نصیب نہیں ہوتا، صرف محبت کی راہ سے آتی ہے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔'' (بخاری، کتاب الایمان)

ترجمہ:''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ محبوب ہوجاؤں۔''

''قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔'' (۳:۳۱)

ترجمہ:''اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کس طرح ہونی چاہئے؟ اس کا بہترین نمونہ اگر ہمیں مل سکتا ہے تو صحابہ کرامؓ کی زندگی ہی میں مل سکتا ہے اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے اتباع رسول کا جو نمونہ ملتا ہے وہ اس طرح کا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو لوگوں نے دیکھا کہ اونٹنی کی مہار پکڑے ایک مکان کے گرد چکر لگا رہے ہیں، لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ:''اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح اس مکان کے گرد چکر لگاتے دیکھا ہے۔''

یہ واقعہ بھی حضرت عبداللہ عمرؓ ہی کا ہے کہ سفر حج میں لوگوں نے آپ کو دیکھا کہ بعض بعض مقامات پر انہوں نے سواری کو روکا اور حاجت نہ ہونے کے باوجود محض پیشاب کرنے کی یا قضائے حاجت کی صورت بنا کر بیٹھ گئے اور پھر اٹھ کر سواری پر سوار ہوگئے لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی: فرمایا کہ میں اس لئے ایسا کر رہا ہوں کہ میں نے ان مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حاجت پوری کرتے دیکھا ہے۔

ان واقعات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح اتباع کیا کرتے تھے اور جب عادات میں اتباع کی یہ کیفیت تھی تو عبادات میں جو عادات سے بدرجہا اہم ہیں اتباع کا کیا حال ہوگا؟

آج دنیا میں نسل انسانی کی مساوات کی بڑی گونج ہے اور عہد حاضر کا منشور فرانس کا وہ منشور ہے جسے دنیا حقوق انسانی کے منشور کے نام سے جانتی اور اس پر فخر کرتی ہے، اس کا حال یہ ہے کہ جن اقوام نے یہ منشور مرتب کیا، انہی کے ہاتھوں ''سو بار ہوئی حضرت انسان کی قبا چاک'' اور اس منشور کی جس طرح دھجیاں اڑائی گئیں اس کا سلسلہ امریکا میں غلاموں کی منڈیوں سے لے کر ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے جانے تک پھیلا ہوا ہے اس کے مقابلے محسن انسانیت، رحمت عالم کا دیا ہوا حقوق انسانی کا وہ منشور ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے آخری حج کے موقع پر عالم انسانیت کو دیا گیا اور جس میں مساوات انسانی کو ان الفاظ میں واشگاف فرمایا گیا:

''ایھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد کلکم لآدم وآدم من تراب، اکرمکم عنداللہ اتقاکم ولیس لعربی علیٰ عجمی فضل الا بالتقوی۔''

ترجمہ:''اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ بھی ایک ہے تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے تھے، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے مگر تقوئی کی وجہ سے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ صرف خوبصورت الفاظ ہی نہ تھے بلکہ آپؐ نے جو معاشرہ قائم کیا اس میں عملاً بھی بلال حبشیؓ رومی اور سلمان فارسیؓ کو قریش کے گردن کشوں کی صف میں لاکھڑا کیا اور حضرت عمرؓ جیسے عظیم فرمانروا کی زبان سے ابوہریرہؓ جیسے آزاد کردہ غلام کو سیدنا (اے ہمارے سردار) کے الفاظ سے مخاطب کرایا۔

انسانی برادری اور انسانوں کے درمیان معاشرتی اور قانونی مساوات کا یہ تصور دے کر اور اس تصور کی بنیاد پر معاشرے کی تشکیل جدید میں عملی طور پر اخوت ومساوات کو نافذ کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان اور انسانیت پر وہ احسان کیا ہے جس کی نظیر کسی دوسری جگہ نہیں ملتی اور آج مساوات انسانی کی آواز جس سطح سے اٹھتی ہے، یہ دراصل اسی نبوی آواز کی صدائے بازگشت ہے اور آج بھی اگر کھوکھلے نعروں سے آگے بڑھ کر عملی طور پر مساوات انسانی کو اپنانا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے وہی طریقہ اپنانا پڑے گا جو آپؐ نے اپنایا۔

انسانی تہذیب آج تباہی کے جس غار پر کھڑی ہے نہ صرف یہ کہ اس سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی جائے بلکہ آپؐ کا اسوۂ حسنہ ہی وہ واحد ذریعہ ہے جسے اپنا کر دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

☆......☆......☆

مختصر حالات

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، آفتابِ رُشد وہدایت، ولی کامل

حضرت مولانا فضل محمد رحمۃ اللہ علیہ

(بانی جامعہ قاسم العلوم فقیروالی)

پروفیسر حامد علی اعوان

برصغیر پاک وہند یا جنوبی ایشیاء کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو اس خطہ میں علماء کرام اور صوفیاء عظام کی خدمات کی ایک لمبی فہرست نظروں کے سامنے گھوم جاتی ہے جنہوں نے اس خطہ میں اپنی تعلیمات وتبلیغات اور حسن سلوک سے اسلام کو پھیلایا، انہوں نے اپنے ارشادات وفرمودات سے ان گنت لوگوں کے دلوں میں سچ اور حق کے چراغ روشن کئے جن کے کردار کو دیکھ کر لاکھوں غیر مسلم کلمہ پڑھ کر حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

ایسی ہی ایک عظیم نابغہ روزگار شخصیت حضرت مولانا فضل محمدؒ تھے۔ آپ ۱۳/اپریل ۱۹۰۴ء کو رائے پور انڈیا میں پیدا ہوئے، آپ بچپن ہی میں بلا کے ذہین وفطین تھے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں رائے پور میں حاصل کی، بچپن سے آپ پابند صوم وصلوٰۃ تھے، پھر آپ نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں داخلہ لیا، دوران تعلیم آپ حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے، انہوں نے ہمیشہ آپ پر خصوصی دست شفقت رکھا، جب بھی آپ ان سے ملتے وہ آپ کو خاصی دیر اپنے سینے سے لگائے رکھتے اور فرماتے کہ: ”مولانا فضل محمدؒ ایک نہایت ہی نیک صالح انسان ہیں“ آپ بھی ہمیشہ ان کی خدمت میں کوئی کمی نہ آنے دیتے تھے، آپ حضرت تھانوی قدس سرہ کی تعلیمات سے بہت زیادہ متاثر تھے ان سے شرف تلمذ کے علاوہ بھی خصوصی تعلق تھا، ان کے مشورہ سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے برصغیر پاک وہند کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور سند فراغت دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی۔

حصول تعلیم کے بعد آپ نے ریاست بہاول پور کے پسماندہ علاقہ فقیروالی کو اپنی نگاہ علمی کا مرکز بنایا، مولانا ایک فقیر منش، درویش صفت، روشن ضمیر انسان تھے، انہوں نے اشارۂ غیبی اور خشاء ایزدی کو پا کر اپنی علمی وجاہت اور اخلاص کی بدولت اس بے آب وگیاہ بنجر دھرتی کے سیاہ سینے سے توحید وسنت کے مہر تاباں کے طلوع کا سماں پیدا کیا، اپنی جانفشانی اور محنت، علوم دینیہ کی سطوت ووجاہت اور اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت کی بدولت آپ نے جامعہ قاسم العلوم کی بنیاد رکھی اس ادارہ کی برکت سے ”فقیروالی“ آج پوری دنیا میں صاحب بخت اور موجب رشک دکھائی دیتا ہے۔

آپ نے ۱۹۳۷ء میں جب اس منبع رُشد وہدایت، چشمہ علم وحکمت اور مرکز توحید وسنت کی بنیاد رکھی تو اسباب ظاہری کے فقدان نے ہر کس وناکس کو عجوبہ حیرت بنادیا، ابتدائی مراحل کچھ ایسے صبر آزما اور ہوشربا تھے کہ کل گیا تو بہتر ورنہ فاقہ کشی پر قناعت، لیکن ان مشکلات کے باوجود انہوں نے تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

مولانا فضل محمدؒ ایک ایسی ہستی تھے جنہوں نے دین ومذہب اور خدمت خلق کو اپنی زندگی کا مقصد اور نصب العین بنایا، جنہوں نے اپنے اخلاق وکردار سے لاکھوں لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کیا، انہیں ”فقیروالی“ کو اپنی نگاہ کا مرکز بنانے کی دیر تھی کہ قدرت نے اس علاقہ کی کایا پلٹ دی۔ جامعہ قاسم العلوم نے بہت جلد عالمگیر شہرت حاصل کرلی، متحدہ ہندوستان کے طول وعرض سے طلبا جوق درجوق حصول علم کے لئے آپ کے پاس آنے لگے، دوسری عالمگیر جنگ کے بعد برصغیر کے مسلمانوں کے حالات انتہائی ابتر ہوگئے، تو آپ نے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے حکم پر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مسلمانوں میں جذبۂ آزادی پیدا کرنے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا، آپ کے اس جذبہ آزادی کو دیکھ کر ریاست بہاولپور کے انگریز وزیراعظم مسٹر ڈرنگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ”مولانا! آپ جو مجھ سے مانگیں، میں دینے کے لئے تیار ہوں“ آپ نے فرمایا: تم مجھے خریدنا چاہتے ہو؟ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں، جب اس نے بہت زیادہ مجبور کیا تو آپ نے کہا کہ: مخلوق خدا کے لئے کنواں کھدوا دو۔ مسٹر ڈرنگ آپ کے جواب سے حیرت زدہ ہوگیا، بعض دفعہ رات کو سخت سردی میں کوئی مہمان آجاتا تو اپنا بستر اس کو دیدیتے اور خود ساری رات قرآن پاک کی تلاوت میں گزار دیتے، اللہ والے دلوں کی راجدھانی کے حکمران ہوتے ہیں اور ان کی حکمرانی کا سکہ صرف انسانوں میں ہی نہیں بلکہ جنات میں بھی چلتا ہے، اس طرح کا واقعہ خود میرے سامنے پیش آیا کہ شفاء خانہ حیوانات فقیروالی کے ڈاکٹر کے بیٹے کو جنات کا سایہ ہوگیا تو وہ

تمام عاملوں سے تنگ آ گیا وہ ایک دن آپؒ کی خدمت میں اپنے بچے کو لے کر حاضر ہوا، آپؒ نے اس پر دم کیا تو فوراً اس سے سائے کا اثر ختم ہو گیا اور اس جن نے کہا کہ: ”آپ مجھے سورج ڈوبنے تک اپنے پاس رہنے کی اجازت دیں تو میں آپ کا ممنون ہوں گا“ آپؒ نے اسے اجازت دے دی، چنانچہ سورج ڈوبتے ہی وہ چلا گیا، اور ڈاکٹر آپ کی کرامت کو دیکھ کر ہمیشہ کے لئے آپ کا معتقد ہو گیا۔

اپنی وفات سے چند دن پہلے انہوں نے فجر کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا: تمام حاضرین درود شریف پڑھ لیں، اور فرمایا: ”آج مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی، آپ مسجد کے سامنے تشریف فرما تھے اور آپ کچھ تقسیم فرما رہے ہیں اور میرے بیٹے مولوی قاسم کو اس میں سے کچھ حصہ عنایت فرماتے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ: مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب میرا وقت رحلت قریب آ پہنچا ہے، اب میرے بعد میرے تمام بیٹوں میں سے مولوی قاسم جانشین ہوگا۔ (ماہ فضل وکمال، ص:۱۴۱)

آپ نے ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، خواہ تحریک پاکستان ہو یا تحریک خلافت، آپ ہمیشہ محبت واخوت اور بھائی چارے کی تلقین کرتے اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد کے لئے کوشاں رہتے، حق تعالیٰ شانہ نے انہیں اسلامی تعلیمات کو سہل ودلنشیں انداز میں بیان کرنے کی حیرت انگیز صلاحیتوں سے نوازا تھا، آپ بلند قامت دینی ومذہبی شخصیت ہونے کے باوجود تواضع وانکسار کا پیکر تھے، متحدہ ہندوستان میں آپ کا شمار ان چند گنے چنے علماء، دانشور، صوفیاء، مفکروں میں ہوتا تھا جو ملت کی راہنمائی کے ساتھ ساتھ اہل علم کے لئے مرجع اور سند تھے، میانہ روی، اعتدال پسندی آپ کا خصوصی امتیاز تھا، آپ حضرت مدنیؒ، حضرت تھانویؒ کی خصوصیات وروایات کے امین تھے، کیونکہ آپ کو شرف تلمذ حضرت مدنیؒ اور بیعت کا شرف حضرت حکیم الامتؒ سے تھا، آپ جامع شریعت وطریقت، فقیہ عصر اور محدث وقت تھے، بہت سے غیر مسلم آپ کے اخلاق وکردار کو دیکھ کر حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے، آپ کی دینی، سماجی، ملی، رفاہی، ملکی خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے آپ کو سندِ حسن کارکردگی پیش کیا اور آپ کافی عرصہ سیشن کورٹ بہاولنگر میں امور شریعہ سرانجام دیتے رہے۔

جامعہ قاسم العلوم کی بین الاقوامی شہرت یافتہ لائبریری آپ کا اہل علم کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے، جس میں تیس ہزار سے زائد نایاب کتب موجود ہیں، آپ نے پوری زندگی اسلامی تعلیمات کو پھیلانے جہالت، ضلالت، گمراہی اور رسومات کی بیخ کنی میں گزاری، یہاں تک کہ جب ایک عالم کے ظلمت کدوں میں اس مہتاب کی نورانی کرنوں سے اجالا پھیل گیا اور بے شمار گرد وغبار سے اٹے ہوئے خیالات وافکار پیغام توحید کی موسلا دھار بارش سے دھل کر نکھر گئے تو اچانک ۲۳/فروری ۱۹۸۱ء کی ایک شب ملاء اعلیٰ سے اس چاند کا دور ختم ہونے کا حکم آن پہنچا اور یہ مہتاب اپنے لاکھوں عقیدت مندوں کو دل فگار اور اشکبار چھوڑ کر ابدی زندگی کے لئے افق آخرت میں روپوش ہو گیا۔ آج ان کے صاحبزادے مولانا محمد قاسم قاسمی اور ان کے پوتے صاحبزادے مسعود قاسم قاسمی ان کی تعلیمات کو عام کر رہے ہیں، ان کے زیر اہتمام یہ مرکز روز افزوں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ ☆

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا راولپنڈی میں اجتماع سے خطاب

راولپنڈی (رپورٹ: زاہد وسیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی دو روزہ تبلیغی دورہ پر اسلام آباد، راولپنڈی تشریف لائے۔ جہاں آپ نے مجلس کے مبلغین وراہنماؤں مولانا محمد طیب، راقم الحروف، قاری عبدالوحید قاسمی، حکیم قاری محمد یونس، قاری زرین احمد خان، مولانا قاضی مشتاق احمد، ختم نبوت خط وکتابت کورس کے ناظم محمد ناصر سے ملاقاتیں کیں اور جماعتی امور پر مشاورت کی۔ ۱۳/جنوری ۲۰۰۹ء بعد نماز مغرب جامع مسجد مدنی خیابان سرسید میں درس قرآن دیا اور مدنی مسجد کے خطیب قاری محمد صدیق ندیم اور فرحان ممتاز سے مشاورت کی۔ مولانا عبدالرؤف، قاری محمد خالد قریشی، مولانا غلام رسول نے مولانا کا خیر مقدم کیا۔ ۱۴/جنوری ۲۰۰۹ء صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد فرقانیہ مدنیہ کوہاٹی بازار میں درس دیا، جس میں جامعہ فرقانیہ کے طلباء اور اہل محلّہ نے بھرپور شرکت کی۔ مولانا شجاع آبادی نے مرزا قادیانی کے غلیظ کردار کا تذکرہ کیا انہوں نے کہا کہ قادیانی لٹریچر کے مطابق مرزا قادیانی زانی اور شرابی تھا، جو شخص زانی و شرابی ہو وہ ایک شریف انسان نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ نبی؟ ۱۴/جنوری ۱۱ بجے قبل از دوپہر جامعہ بنات عائشہ چاکرہ میں طالبات اور خواتین کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی خواتین گھروں میں آکر خواتین اور نوجوانوں کو گمراہ کرتی ہیں، انہیں اپنے گھروں میں نہ آنے دیا جائے۔ ۱۴/جنوری تین بجے سہ پہر اقرأ روضۃ الاطفال سسٹم چاکرہ میں طالبات وخواتین کو قادیانیت کے کفریہ عقائد سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے والدین کی توہین نہیں برداشت کرسکتے تو رحمت عالم، اصحابؓ واہل بیت رسول کی توہین کرنے والے قادیانیوں سے دوستی بھی ایمانی غیرت کے منافی ہے۔ انہوں نے خواتین سے اپیل کی کہ غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانی مبلغات سے دوستی ختم کردیں، خواتین نے بائیکاٹ کا وعدہ کیا اور چٹوں کے ذریعہ بہت سے سوالات کئے جن کا جواب مولانا شجاع آبادی نے مائیک پر دیا۔

دیش مکھ کے قبول اسلام

کا ایمان افروز واقعہ

ندیم احمد

میرا پرانا نام دیش مکھ ہے، میں جنوبی ہند کی مشہور ریاست کے مرکز میں ایک مراٹھا خاندان میں پیدا ہوا، والد صاحب ایک بینک میں مینیجر تھے، ابتدائی تعلیم ایک اچھے اسکول میں ہوئی، بی کام کے بعد ایم بی اے کیا اور اس کے بعد انگلینڈ چلا گیا، ۳۰/ جولائی ۲۰۰۰ء کو میرے والد صاحب کا اچانک ہارٹ اٹیک سے انتقال ہوگیا اور مجھے وطن لوٹنا پڑا، ہندوستان کے ایک بڑے مسلمان تاجر کے ساتھ وابستہ ہوگیا، پہلے مینیجر کی حیثیت سے کمپنی میں رہا، بعد میں کمپنی کا ڈائریکٹر بن گیا، الحمدللہ! یہاں میں نے خوب کمایا، والد صاحب کا اکیلا بیٹا ہوں، انہوں نے بھی بہت سرمایہ چھوڑا، میرے اللہ کا کرم ہے۔

میری کمپنی میں ایک خوب صورت لڑکی مسلم گھرانے کی اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے کام کرتی تھی، میں نے انگلینڈ سے آ کر کمپنی میں کام شروع کیا تو پہلے ہی روز وہ مجھے بھاگئی، وہ شریف خاندان کی لڑکی تھی، روز بروز میرا اس سے تعلق بڑھتا گیا، مذہب اور برادری کی دیوار توڑ کر میں ہر قیمت پر اس سے شادی کرنا چاہتا تھا، مگر وہ کسی طرح مجھ سے کام کے علاوہ بات کرنا بھی پسند نہ کرتی تھی، میں نے بہت کوششیں کیں، تہواروں پر بہانے سے اس کو تحفے دیئے، اس کے لئے مجھے اور بھی لوگوں کو تحفے دینے پڑے، اصل میں وہ اپنے خاندان کے ہی کسی لڑکے سے شادی کی خواہش مند تھی، ہماری کمپنی کے مالک جو ایک بڑے نیک آدمی تھے، ان کا انتقال ہوا، وہ کافی عمر رسیدہ تھے، ان کے انتقال کے بعد جو خیر کے کام ان کے تعاون سے چل رہے تھے، کچھ وقت کے لئے بند ہوگئے، اس کے لئے کچھ لوگوں کی رائے تھی کہ ان کے بڑے بیٹے (جو ایک طرح سے ذمہ دار تھے) کی مولوی محمد کلیم صاحب سے ملاقات ہوجائے اور وہ انہیں ان کے والد کے واسطے سے کئے جانے والے خیر کے کاموں سے واقف بھی کرائیں اور اس کام کو وقت دینے کے لئے ان کی ذہن سازی بھی کریں، لوگوں کے اصرار پر مولوی صاحب نے سفر کا پروگرام بنایا، ملاقات کا وقت طے ہوگیا، مرحوم کا دفتر الگ تھا اور صاحبزادے کا دفتر دوسری جگہ تھا، مولوی صاحب، مرحوم کے دفتر میں وقت مقررہ پر پہنچ گئے، آدھا گھنٹہ انتظار کے بعد انہوں نے دفتر سکریٹری کو فون کرنے کو کہا، معلوم ہوا کہ وہ اپنے دفتر میں انتظار کر رہے ہیں، دفتر سکریٹری نے اپنی گاڑی سے دوسرے دفتر پہنچایا، وہ معذرت کے لئے اپنے دفتر کے باہر استقبال کے لئے نیچے آئے، ملاقات آدھے گھنٹے کی طے تھی، مگر باتیں ڈیڑھ گھنٹے تک ہوتی رہیں، واپسی میں وہ گاڑی تک چھوڑنے کے لئے آنے لگے، مولوی صاحب نے بہت اصرار سے لفٹ تک چھوڑ دینے کو کہا اور فرمایا کہ مہمان کو گھر کے دروازے تک چھوڑنا سنت ہے، بس لفٹ کے دروازے تک چھوڑنے سے بھی سنت ادا ہوجائے گی، سیٹھ صاحب نے مجھے بلایا اور نیچے گاڑی تک مولوی صاحب کو چھوڑ کر آنے کے لئے کہا، میں مولوی صاحب کے ساتھ لفٹ میں دفتر کی ساتویں منزل سے سوار ہوا، پانچویں منزل پر جہاں ہمارا دفتر تھا، وہاں جاکر لفٹ کھلی، وہی لڑکی اس میں سوار ہوئی، مولوی صاحب نے بہت اچھی خوشبو لگا رکھی تھی، زندگی میں پہلی بار اس نے مجھ سے اس انداز میں گفتگو کی:

''کیا خوشبو لگائی ہے نظر نہ لگ جائے۔''

میں نے مولوی صاحب کو رخصت کیا، دوسرے دفتر سکریٹری کو فون کیا، جن سے مولوی صاحب کے بہت اچھے تعلقات تھے، میں نے کہا: مولوی صاحب نے بڑی اچھی خوشبو لگا رکھی ہے، وہ خوشبو مجھے چاہئے، انہوں نے مولوی صاحب سے معلوم کیا کہ آپ نے کون سی خوشبو لگا رکھی ہے؟ مولوی صاحب نے بتایا کہ مجھے نام تو معلوم نہیں، دہلی سے ایک دوست نے ہدیے میں دی تھی، انہوں نے مولوی صاحب سے کہا کہ وہ خوشبو ہمیں بھی چاہئے، مولوی صاحب نے کہا: میری جیب میں شیشی ہے، وہ منگالیں، انہوں نے ڈرائیور بھیج کر وہ عطر منگوایا، میں نے وہ لگایا، اس لڑکی نے ہر دفعہ اس خوشبو کی تعریف کی، میں نے وہ عطر کی شیشی اس کو دے دی، اس سے کچھ بات بنتی دکھائی دی، لڑکی کے والد ماہنامہ ارمغان ولی اللہ بہت پڑھتے تھے، اس کی وجہ سے ان کا دعوت کا ذہن تھا، مجھے کچھ معلومات حاصل ہوئیں تو میں نے ان کے والد صاحب کو پیغام پہنچایا کہ اگر آپ اپنی لڑکی سے میری شادی کریں تو میں نکاح کے لئے مسلمان ہونے کو تیار ہوں، انہوں نے سنا تو بہت استقبال کیا، اپنی لڑکی کو راضی کرنے کی کوشش کی اور کسی طرح دباؤ دے کر اس کو راضی کرلیا اور مجھ سے کہا: اسلام قبول کرکے جماعت میں چالیس روز لگادیں تو ہم رشتے کے لئے تیار ہیں، ان کے ساتھ شہر کی جامع مسجد کے امام صاحب کے پاس جاکر میں نے کلمہ پڑھا اور جماعت میں چلا گیا، بنگلور میں میرا وقت لگا، واپس آکر شادی ہوگئی، کچھ لوگوں نے اعتراض کیا، مگر

خاندان میں ذرا آزادی رائے کا مزاج ہے، سب پڑھے لکھے لوگ ہیں، بہت زیادہ مخالفت نہیں ہوئی، لیکن اس لڑکی کو مجھ سے انس نہ ہو پایا، کیونکہ وہ بھی اپنے خاندان کے کسی لڑکے سے شادی چاہتی تھی، اس نے دل سے یہ شادی رضامندی کے ساتھ نہیں کی تھی، بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے والد نے اس سے کہا تھا کہ اگر تو اس سے شادی کے لئے تیار نہ ہوئی تو گھر سے چلا جاؤں گا، اس دباؤ میں اس نے منظور کرلیا تھا، نتیجہ یہ نکلا کہ اختلافات بہت جلدی ہوگئے اور آٹھ ماہ میں، میں بھی عاجز آ گیا اور طلاق ہوگئی۔

اصل میں میرے کریم رب نے میرے لئے ہدایت لکھ دی تھی، اس لئے مجھے اس کا بالکل خیال نہیں آیا اور جماعت میں وقت لگنے کے بعد مجھے اسلامی کتابوں کے مطالعے کا شوق بھی ہوگیا تھا، میرے اللہ نے یہ کرم فرمایا کہ طلاق ہونے اور اس مسئلے کے ختم ہوجانے کے تیسرے روز مولوی محمد کلیم صاحب ہمارے شہر میں تشریف لائے، انہیں دفتر کے ایک جاننے والے نے میرے بارے میں بتایا، وہ مجھ سے ملنے آئے، دو گھنٹے میں ان کے ساتھ رہا، وہ مجھے ایک پروگرام میں لے گئے، ایک جگہ دعوت میں اپنے ساتھ شریک کیا، اس ملاقات میں انہوں نے مجھے یہ سمجھانے کی کوشش کی، بلکہ یہ سمجھادیا کہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص کرم ہے کہ اس لڑکی کو سیڑھی بنا کر آپ کو اپنا بنانے کا نظم کیا، چند سال کی، اس لڑکی سے محبت میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ محبت میں کتنا مزا ہے، اس دنیا کی ہر چیز فانی ہے، بے وفا اور دھوکا دینے والی ہے، اکثر تو جیتے جی دھوکا دے کر بے وفائی کردیتی ہے، اگر زندگی میں وفا کرے تو آپ کی موت یا اس کی موت بے وفائی کا ذریعہ بن جاتی ہے، جب ان فانی اور بے وفا چیزوں اور حسینوں کی محبت میں اتنا مزا ہے تو پھر اس حسن حقیقی اور اس فانی حسن کو پیدا کرنے والے کے عشق اور محبت میں کتنا مزا ہوگا، مولوی صاحب نے کچھ اللہ والوں اور مشہور بزرگوں کے قصے سنائے، ان کو دنیا کے کسی انسان سے عشق ہوا اور جب جنون کی حد کو پہنچ گیا تو اللہ نے اپنے سے لگالیا، مولوی صاحب نے مجھے یقین دلایا کہ مجھے امید ہے کہ آپ بھی ان اولیاء اللہ کے سلسلے کی ایک کڑی بننے والے ہیں، بس اب اس حسن حقیقی سے دل لگائیے اور پھر دیکھئے زندگی کا مزا، دنیا کے حسینوں کی محبت میں بے چینی ہے اور اس کی محبت میں چین ہی چین ہے، سکون ہی سکون ہے، مزا ہی مزا ہے، میرے ایک دوست نے جو مولوی صاحب سے بیعت تھے، مجھے مشورہ دیا کہ میں مولوی صاحب سے بیعت ہوجاؤں، میں نے بھی مناسب سمجھا، مولوی صاحب نے پہلے مجھے دو بڑے بزرگوں سے تعلق قائم کرنے کا مشورہ دیا، مگر میں نے جب اصرار کیا کہ آپ کی خوشبو میرے لئے ہدایت کی خوشبو بنی ہے تو پھر میں آپ کے علاوہ کسی کا دامن نہیں پکڑ سکتا، مولوی صاحب نے مجھے توبہ کرائی اور اپنے مرشد شیخ ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ کے سلسلے میں بیعت کیا۔

میرا دل دنیا کے جھمیلوں سے بہت گھبرا رہا تھا، میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ میں نے اتنا کمالیا ہے اور میرے والد صاحب نے اتنا چھوڑا ہے کہ میرے ساتھ ایک دو خاندان بھی پچاس سال مزے سے کھاسکتے ہیں، اب میرا دل چاہتا ہے کہ بس میں کسی طرح اللہ کا ہوجاؤں، بس آپ مجھے اپنے ساتھ رکھ لیجئے، مولوی صاحب نے فرمایا: اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر اللہ کے رہو، دل میں دنیا نہ بسے، رہبانیت یعنی دنیا چھوڑ کر الگ ہوجانے کی اسلام تعلیم نہیں دیتا، البتہ آپ اسلام کو پڑھیں اور منازل سلوک طے کریں، قرآن مجید کو اس طرح پڑھئے کہ نہ صرف آپ کی سمجھ میں آجائے، بلکہ آپ خود چلتا پھرتا قرآن بن جائیں، جس طرح صحابہ کرامؓ قرآن مجید پڑھتے تھے، اور اپنی زندگی کو دعوت کے لئے وقف کردیجئے، دعوت اللہ کے نزدیک کائنات کی سب سے محبوب شے ہے اور جو مجسم دعوت بن جاتا ہے، وہ بھی اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، میں نے کہا: جب میں نے آپ کا دامن پکڑا ہے تو پھر آپ ہی میری زندگی کا نظام بھی بنوا دیجئے، مولوی صاحب نے کہا: ابھی دو روز یہاں ہوں، انشاء اللہ سوچ کر مشورے سے طے کریں گے، اگلے روز مولوی صاحب کا فون آیا، انہوں نے مجھے بلایا اور بتایا کہ ایک بہت ہی سلجھے ہوئے عالم اور مفتی ایک سال کے لئے جماعت میں جارہے ہیں، میری خواہش ہے کہ آپ ان کے ساتھ سال لگادیں، میں ان کو آپ کی تعلیم کا نصاب بنا کر دے دوں گا، وہ راضی ہیں کہ دوران جماعت، میں پڑھادوں گا، میں نے ارادہ کرلیا، مولوی صاحب نے مجھے معمولات بھی بتادیئے۔

اصل میں یوں تو آخری فیصلہ مولوی صاحب کا ہی ہوگا، میری نیت دعوت کے لئے وقف ہونے کی ہے، آج مولوی صاحب نے فرمایا کہ جلدی سے دو چلے پورے ہوجائیں تو آپ کو ملک سے باہر دعوت کے لئے بھیجنا طے کردیا ہے، اللہ تعالیٰ بس اس گناہگار کی زندگی کو کسی کام میں لگادے، میں نے جماعت میں بہت دعائیں بھی کی ہیں، مولوی صاحب بھی ہر ملاقات میں یہی فرماتے رہے کہ کسی ملازم کی، سرکار کے ذریعے پوسٹنگ ہوجائے تو آلات و وسائل سرکار خود دیتی ہے، گاڑی، دفتر، وردی، قلم سب سرکار کی ذمہ داری ہوتی ہے، آپ ہیڈ آفس سے اپروول (منظوری) کرالو، اللہ کے راستے میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، اب لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ہر دعا قبول کرتا ہے، ہمارے اکثر جماعت کے ساتھیوں کو بھی ایسا گمان ہوتا ہے کہ ندیم کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، کرناٹک اور مہاراشٹر میں علاقے کے لوگ میرے

پاس دعا کے لئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں، ہمارے لئے دعا کیجئے، میں دعا کرتا ہوں کہ میرے اللہ اپنے ایمان والے بندوں کے گمان کی لاج رکھ لیجئے، الحمدللہ دعا قبول ہو جاتی ہے، مولوی صاحب نے جماعت میں پوری دنیا کی ہدایت کے لئے دعا کا بھی کہا ہے، اس کے لئے بھی میں اللہ سے دعا کرتا ہوں۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں: ''یہ زمانہ ہے، جب اللہ کی طرف سے ہدایت نازل ہو رہی ہے'' ہم لوگ اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے جصے میں جتنا ہو سکے لوگوں کی ہدایت لکھوائیں، مجھے خود بھی ایسا ہی لگتا ہے، یہ اللہ کی طرف سے ہدایت کا فیصلہ ہی تو ہے کہ اللہ نے ایک ناجائز تعلق کو میرے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا دیا، اگر ہم مسلمان ذرا سی فکر کریں تو دنیا کا نقشہ اسلامی بن سکتا ہے۔

خود میں نے جماعت میں وقت لگانے کے دوران کچھ زیادہ غیر مسلموں میں کام تو نہیں کیا، کسی دکان پر سامان وغیرہ خریدنے یا ذاتی ضرورت سے جاتا تھا تو کسی نہ کسی سے ضروری بات کرتا تھا۔ اعظم گڑھ کے اجتماع میں مولانا سعد صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ:

''ہم انفرادی طور پر تو سب کو دعوت دینے کی بات کہہ رہے ہیں اور دوران سفر میں جماعتیں ٹرین وغیرہ میں سب کو ذہن میں رکھ کر تبلیغ کریں۔''

الحمدللہ! اس کے بعد سے میرے لئے جماعت کے ساتھیوں کو ترغیب دینے کا موقع ملا اور اب تک ۷۷ غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں، وقت پورا ہونے کے بعد انشاء اللہ حضرات کے مشورے سے مزید کام کرنا ہے۔ ☆......☆

شب غم میں وہی شمعِ فروزاں لے کے آیا ہوں

سید امین گیلانیؒ

میں سینۂ زخمی، چشمِ گریاں لے کے آیا ہوں
لبوں پر تیرا شکوہ، اے مسلماں لے کے آیا ہوں

تیری غفلت سے جو گم ہو چکی ہے، ایک مدت سے
وہی تیری متاعِ عقل و ایماں لے کے آیا ہوں

یہ غیرت ہے، یہ جرأت ہے یہ خودداری، یہ ہمت ہے
تو زندہ رہ سکے جس سے وہ ساماں لے کے آیا ہوں

بہت افسانے تم نے سن لئے فرقہ پرستوں کے
سبق پڑھ لے اخوت کا، میں قرآں لے کے آیا ہوں

بقا ہے اتحادِ باہمی میں، موت ہے ورنہ
خدا کا حکم، پیغمبرؐ کا فرماں لے کے آیا ہوں

ٹپکتا ہے لہو جن سے، فلسطیں کے شہیدوں کا
وہ خنجر لے کے آیا ہوں، وہ پیکاں لے کے آیا ہوں

دکھانے کو یہودی بھیڑیوں کا ظلم و سفاکی
تڑپ بیواؤں کی، اشکِ یتیماں لے کے آیا ہوں

اٹھو! ظالم کا سر کچلیں، تمہیں غیرت نہیں آتی
میں بے کس بیبیوں کے چاک داماں لے کے آیا ہوں

لہو سے بدر میں جو تین سو تیرہ نے روشن کی
شبِ غم میں وہی شمعِ فروزاں لے کے آیا ہوں

امینؔ حق تو یہی ہے ہر مسلماں اب پکار اٹھے
شہادت کے لئے خونِ رگِ جاں لے کے آیا ہوں

خبروں پر ایک نظر

اہل اسلام کو فتنہ قادیانیت سے بچانے کی موثر تدابیر اختیار کی جائیں

مدرسہ فیض القرآن والسنہ میں مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کا بیان

پشاور (نامہ نگار) مدرسہ فیض القرآن والسنۃ نزد پیر سائنس کالج پشاور میں مقامی علماء کرام وخطباء کا ایک نمائندہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں خصوصی دعوت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرحد کے امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی اور مولانا نورالحق نور نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مولانا عبدالکریم، مولانا فیض اللہ، مولانا سراج الاسلام، مولانا ناصر الدین اور مولانا محمد جمیل نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے خلاف تبلیغی جدوجہد پر زبردست خراج تحسین پیش کیا اور اکابرین مجلس کو اپنی اپنی طرف سے مکمل بھرپور تعاون کی یقین دہانی کراتے ہوئے حضرت مفتی پوپلزئی اور ان کے رفقاء کو اجلاس میں شریک ہونے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حق تو یہ تھا کہ میں اور میرے ساتھی فرداً فرداً آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی معروضات پیش کرکے آپ کا تعاون حاصل کرنے کی درخواست کرتے، ہم مشکور ہیں مدرسہ فیض القرآن والسنہ کے مہتمم اور ناظم کے کہ انہوں نے آپ حضرات کو جمع فرما کر ہمیں آپ سے ملاقات کا موقع فراہم کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تشریف آوری اور مدرسہ کے رفقاء کی اس کوشش کو قبول فرمائیں۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ قادیانیت کا شجر خبیثہ حکومت برطانیہ کا لگایا ہوا پودا ہے، ہمارے اکابر نے حکومت برطانیہ کی غلامی سے چھٹکارا حاصل کرنے کی خاطر مسلسل جدوجہد کی، قید وبند سے لے کر تختہ دار کو چومنے سے بھی دریغ نہیں کیا، اس کے ساتھ ہی الحمدللہ! فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد میں بھی ہمارے اکابرین نے کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی۔ کذاب قادیان مدعی نبوت کے خلاف پوری قوت کے ساتھ تحریر، تقریر کے ذریعہ، بحث و مباحثوں، مناظروں سے لے کر عدالت کے کٹہروں میں مرزا غلام احمد قادیانی کے چیلوں، فرنگی کے خود کاشتہ پودے کے ارتداد اور کفر کو ننگا کیا اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحاریک میں قائدانہ کردار ادا کیا، جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ کی حیثیت ہوگا، آج بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرشد العلماء والصلحاء شیخ المشائخ خواجہ خواجگان الحاج خواجہ خان محمد مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کی قیادت میں ساری دنیا میں اس فتنہ مرتدہ کے خلاف جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے۔ حکومتی اداروں میں کلیدی عہدوں پر غیر قانونی قبضہ کے باعث یہ ابلیسی گروہ اپنی سرگرمیوں کے ذریعہ نوجوان نسل کو مرتد بنانے میں زن، زر وغیرہ کا بے دریغ استعمال کر رہا ہے، اس فتنہ خبیثہ کے کفر سے اہل اسلام کو بچانے کی موثر تدابیر اختیار کی جائیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے تعاون سے مجلس یہ فریضہ سر انجام دینے کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ مفتی پوپلزئی کے تفصیلی خطاب کے بعد باہم مشاورت سے فیصلہ کیا گیا کہ خطباء حضرات اپنے اپنے خطاب جمعہ میں مسئلہ ختم نبوت پر بیان کریں، مدرسین علماء کرام درس وتدریس کے ذریعہ اس اہم مسئلہ کی خصوصی طور پر وضاحت کریں۔ رد قادیانیت کے سلسلہ میں مجلس کا مطبوعہ لٹریچر ہر مسجد میں تقسیم کیا جائے، نیز مناسب مواقع پر مفتی پوپلزئی اور ان کے رفقاء کو بھی مدعو کرکے اس ارتدادی فتنہ کے متعلق اجتماعات کئے جائیں۔ آخر میں ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ آئین اور قانون کی بالادستی کا تقاضا ہے کہ مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے حکمران امت مسلمہ کے پہلے اجماعی فیصلے کی روشنی کے مطابق سنت سیدنا صدیق اکبرؓ پر عمل کرتے ہوئے کذاب مدعی نبوت مسیلمہ پنجاب کے پیروکاروں کو کیفر کردار تک پہنچائے، پاک وہند کے جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار جو ۱۹۷۴ء کے متفقہ آئینی فیصلے کے مطابق غیر مسلم قرار دیئے جاچکے ہیں، ان کی ارتدادی سرگرمیوں پر مکمل پابندی عائد کرکے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا فرض ادا کرے۔

نوشہرہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب

نوشہرہ (زاہد وسیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا زاہد وسیم ایک روزہ دورہ پر نوشہرہ صوبہ سرحد تشریف لائے جہاں مولانا شجاع آبادی نے نوشہرہ کی جامع مسجد میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سامعین پر زور دیا کہ یکم صفر المظفر سے شروع ہونے والی سہ سالہ ممبر سازی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، آپ خود، اپنے گھر والوں اور بچوں کو ختم نبوت کا ممبر بنائیں۔ آپ نے ماہنامہ لولاک ملتان ہفت روزہ ختم نبوت کی خریداری مہم کو بھرپور چلانے پر قاری محمد اسلم کو مبارکباد پیش کی اور شرکاء جمعہ کو رسائل کی خریداری کی ترغیب دی۔ راولپنڈی ڈویژن کے مبلغ مولانا زاہد وسیم نے جامع مسجد رحمانیہ میں خطاب کیا۔

کافروں کو پاکستانی امتیازی نشانات دینا مسلمانوں کے مقدس لہو سے غداری ہے

ٹنڈو آدم (نامہ نگار) برطانیہ کے وزیراعظم اور امریکی نو منتخب نائب صدر کو پاکستانی حکومت کی جانب سے تمغات کا دیا جانا۔ افغانستان، فلسطین، کشمیر، بوسنیا، چیچنیا میں لاکھوں شہید مسلمانوں کے خون سے غداری ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ راہنما حضرت علامہ احمد میاں حمادی و دیگر حضرات نے میڈیا کو جاری کردہ ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل کو امریکی اور اقوام متحدہ نے فلسطین پر حملے کے لئے اکسایا ہے اور اسے امریکا و اقوام متحدہ سمیت تمام کافر ملکوں کی اندرون خانہ مکمل حمایت حاصل ہے، وہاں پر باقاعدہ قادیانیوں کا مرکز قائم ہے اور اسرائیلی فوج میں قادیانی بھرتی ہیں اور قادیانیت کی ارتدادی تبلیغ کے پیچھے سارا سرمایہ اسرائیل کا ہے، پورے اسلامی ممالک اگر امریکا اور کافر ملکوں کا تیل بند کردیں تو اسرائیل سمیت امریکا کی عقل بھی ٹھکانے آسکتی ہے، تمام مسلمان غیرت کا مظاہرہ کریں اسرائیلی اور امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ حکومت پاکستان فوری طور پر اسرائیل پر بین الاقوامی دباؤ بڑھوانے میں کردار ادا کرے، مسلمان کسی بھی صورت میں اپنے قبلۂ اول کی توہین برداشت نہیں کریں گے۔ یہودی اور عیسائی آپس میں ایک دوسرے کے تو دوست ہوسکتے ہیں مگر پاکستان یا کسی اسلامی ملک کے دوست کسی صورت میں نہیں ہوسکتے، یہ قرآن کریم میں اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمادیا کہ: ’’یہود اور نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں تمہارے نہیں۔‘‘

ملک وال ضلع منڈی بہاؤالدین میں شہادت کانفرنس کا انعقاد

ملک وال (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مکی مسجد میں شہادت حسینؓ کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا محمد قاسم سیوطی نے کی۔ کانفرنس کا آغاز قاری اللہ بخش کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ سیدنا امام حسینؓ نے میدان کربلا میں اپنے خاندان کی قربانی پیش کرکے حق کا بول بالا کردیا۔ آپؓ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کرکے پہلی پانچوں خلافتوں کے برحق ہونے پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ آپؓ نے آخر وقت تک نماز تہجد، تلاوت قرآن، روزہ نہیں چھوڑا، جس سے محبان حسینؓ کے لئے پیغام ہے کہ وہ بھی مشکل ترین حالات کے باوجود یہ عبادات نہ چھوڑیں۔

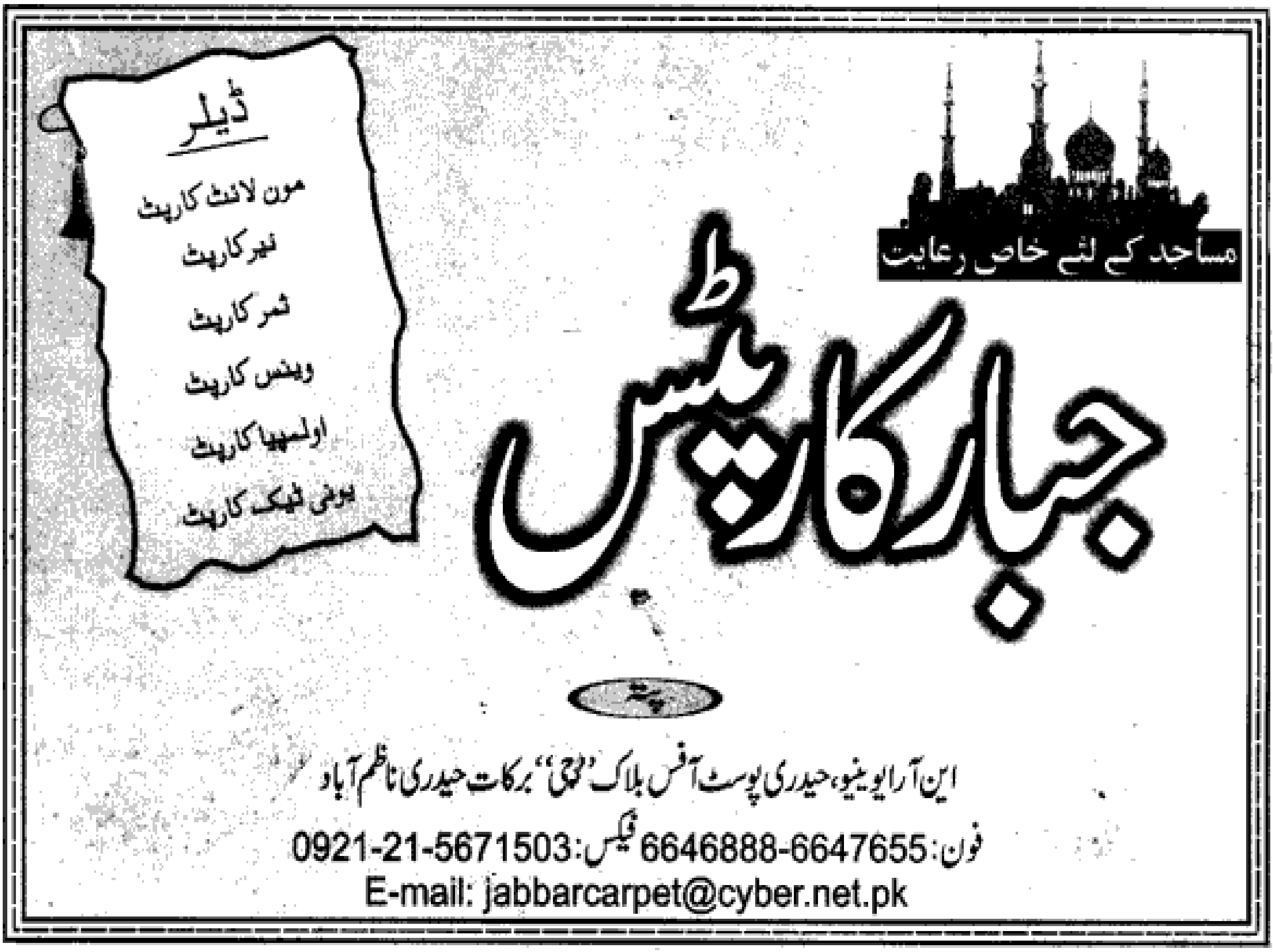

بقیہ: آپ کے مسائل

تقسیم سے قبل چونکہ ہندوستان میں انگریز کی عمل داری تھی، اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کو قانوناً غیر مسلم قرار نہیں دیا جاسکا۔

لیکن تقسیم ملک کے بعد بہرحال مسلمانوں اور اکابر علماء کی جدوجہد اور مساعی رنگ لائی اور قادیانی امت کو قانوناً غیر مسلم قرار دے دیا گیا، صرف یہی نہیں بلکہ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد کے ذریعہ پوری مسلم دنیا کے رکن ممالک نے بھی اُسے غیر مسلم قرار دے دیا۔ یوں جب پاکستان میں ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو قانوناً غیر مسلم قرار دے دیا گیا تو انہوں نے منافقین کی روش پر چلتے ہوئے اپنے آپ پر اور اپنے ملحدانہ وکافرانہ عقائد پر نفاق و زندقہ کا پردہ ڈال دیا چنانچہ بہت سے قادیانیوں نے کلمہ اسلام پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان باور کرانا شروع کردیا، یہ دوسری بات ہے کہ بہت سے ایسے قادیانی جو غلط فہمی کا شکار تھے جب ان پر مرزائی عقائد کی حقیقت کھلی تو انہوں نے دل سے قادیانیت سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے صدق دل سے اسلام قبول کرلیا، مگر کچھ ایسے بدنصیب بھی تھے، جنہوں نے عبداللہ ابن ابی بن سلول کی روش پر چلتے ہوئے محض اپنی جان، مال، عزت و آبرو اور رشتہ داریوں کو بچانے کے لئے منافقانہ طور پر صرف زبانی کلامی اسلام کا اظہار کیا، جبکہ اندر سے وہ قادیانی کے قادیانی ہی رہے، چنانچہ بعد میں ایسی بہت سی مثالیں سامنے آئیں کہ قادیانیت سے برأت کا اظہار و اعلان کرنے اور زبانی کلامی کلمہ اسلام پڑھنے والے، مرزائی، قادیانی اجتماعات اور ان کے سالانہ جلسوں میں ربوہ جاتے ہوئے پکڑے گئے یا وہ مسلمانوں کو مرزائیت کی تعلیم وتبلیغ کرتے ہوئے پائے گئے۔

بہرحال آپ حضرات نے اہالیان سکھ ھار داخلی گڑھی حبیب اللہ کے جن قادیانیوں کا ذکر کیا ہے، ایسا لگتا ہے کہ وہ قادیانیوں کی اسی خطرناک اور عیار قسم سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنے رئیس المنافقین سربراہ کی ہدایت پر مسلمانوں کو دھوکا دینے، ان میں شادیاں رچانے، ان کو مرتد بنانے اور اپنی جان و مال کا تحفظ کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔

چنانچہ آپ حضرات کی بیان کردہ تفصیلات کی روشنی میں آپ کے سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱:...... جو لوگ کٹر قادیانی تھے اور حالات سے مجبور ہوکر وقتی اور عارضی طور پر اسلام لانے کا ڈھونگ رچایا، اور اس کے بعد نہ صرف ایک بار بلکہ سات بار انہوں نے اسلام سے ارتداد کی قلابازیاں کھائیں۔ ایسے لوگوں کو کسی طرح بھی مسلمان نہیں باور کیا جاسکتا، اور نہ ہی ایسے لوگوں پر کسی طرح اعتماد کیا جاسکتا ہے، کیونکہ "المومن لایلدغ من جحر واحد مرتین"... مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا... بلکہ ایسے لوگ اس ارشاد الٰہی کا مصداق ہیں:

"ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلاً بشر المنافقین بان لھم عذاباً الیما۔"

(النساء:۱۳۷،۱۳۸)

یعنی جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہوگئے، پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہوگئے، پھر بڑھتے رہے کفر میں، تو اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز بخشنے والا نہیں، اور نہ دکھلاوے ان کو راہ، خوشخبری سنادے منافقوں کو کہ ان کے واسطے ہے عذاب دردناک۔

لہٰذا مسلمانوں کو ان لوگوں کی منافقانہ چالوں اور زندقہ پر مبنی دسیسہ کاریوں سے بچانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ مقامی مسلمانوں کو اس پر آمادہ کیا جائے کہ وہ ان ملعونوں کا مکمل بائیکاٹ کریں اور ان سے ہر طرح کا میل جول اور رشتہ ناطہ بند کردیں، بلکہ ایسے لوگ اگر اپنے مسلمان ماں باپ کی خدمت کرنا چاہیں، تو غیرت مند مسلمان ماں باپ کو چاہئے کہ نہ ان کی خدمت اور ہدیہ قبول کریں اور نہ ہی ان کو منہ لگائیں، ورنہ اس بات کا شدید اندیشہ ہے کہ ان کے کفریہ جراثیم مسلمانوں میں کینسر کی طرح سرایت کرکے ان کے دین و ایمان کو تباہ و برباد نہ کردیں۔

۲:...... جی ہاں! ایسے ملعون قادیانیوں کے ساتھ مکمل اور سوشل بائیکاٹ نہ صرف جائز ہے بلکہ لازم اور ضروری ہے، کیونکہ یہ لاعلاج مریض ہیں، اور ان تجربات کے بعد اب بظاہر ان کے مسلمان ہونے کی بھی کوئی توقع اور امید نظر نہیں آتی۔

۳:...... جو مسلمان خواتین ان زندیقوں کے عقد میں ہیں، اور وہ ان کے رنگ میں رنگین نہیں ہوئیں، اور وہ ان سے الگ ہونا چاہتی ہیں، ان خواتین کے رشتہ داروں کا، اگر وہ تیار نہ ہوں یعنی ان کی غیرت ایمانی کا جنازہ نکل چکا ہو، تو علاقہ کے علماء اور دین دار مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان معصومات کو ان زندیقوں سے آزاد

کرا کران کا مناسب جگہ عقد کرادیں، کیونکہ کسی مسلمان کا کسی کافر، مرتد اور زندیق سے نکاح نہیں ہوتا، اگر بالفرض مسلمان خواتین کو ان ملعونوں کے پاس رہنے دیا گیا تو نہ صرف یہ کہ زناکاری ہوگی، بلکہ خود ان مسلمان خواتین، ان کی اولاد اور پورے خاندان کے دین و ایمان ضائع ہونے کا شدید اندیشہ ہے، اور ایسی صورت میں نہ صرف ان خواتین کے متعلقین سے، بلکہ علاقہ کے دین دار مسلمانوں سے بھی عنداللہ باز پرس ہوسکتی ہے۔

۴:...... چونکہ یہ لوگ کافر، مرتد اور زندیق ہیں، اس لئے ان کو مسلمانوں کی عبادت گاہ میں نہ آنے دیا جائے، ورنہ وہ مسجد آنے جانے کو اپنے اسلام اور مسلمان ہونے کے لئے بطور سند پیش کریں گے، نیز مسلمانوں کے اختلاط اور میل جول سے وہ مسلمانوں کو تبلیغ کرکے گمراہ کریں گے، نہیں تو کم از کم ان کو شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کی کوشش تو کریں گے۔ بلاشبہ امت کو ایسے موذیوں کی دسیسہ کاریوں سے بچانے کے لئے مسجد سے روکنا، بلکہ انہیں مسجد سے نکالنا عین سنت نبوی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن نام لے لے کر منافقوں کو مسجد سے نکالا تھا، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ... قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیباً یوم الجمعة فقال: اخرج یا فلان انک منافق، واخرج یا فلان فانک منافق۔"

(تفسیر ابن کثیر ص:۳۹۲ ج:۲، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "او فلانے! مسجد سے نکل جا، تو منافق ہے، او فلانے تو بھی نکل جا، تو بھی منافق ہے... اس طرح نام بنام منافقین کو مسجد سے نکالا تھا۔"

۵:...... جو مسلمان کسی غلط فہمی کی بنا پر یا جہالت و لاعلمی کی وجہ سے قادیانیوں کے ساتھ رشتے ناطے کرتے ہیں یا ان کی حمایت کرتے ہیں، بے شک وہ مجرم ہیں، اور ان کا یہ عمل قابل صد ملامت ہے، تاہم ان کو سمجھایا جائے کہ اس سے نہ صرف تمہارا بلکہ پورے گاؤں اور آئندہ آنے والی نسلوں کے دین و ایمان برباد ہوجانے کا شدید اندیشہ ہے، نیز تمہارے اس طرز عمل سے جتنا لوگوں کا دین و ایمان تباہ ہوگا، ان سب کا گناہ آپ کو ہوگا، امید ہے کہ اگر ان کو مسئلہ سمجھا دیا جائے تو وہ اپنے طرز عمل سے باز آجائیں گے۔

اس کے برعکس جو لوگ جانتے بوجھتے ہوئے اور قصداً ان کو مسلمانوں پر مسلط کررہے ہیں، یا ان کی بدنام زمانہ ارتدادی قلابازیوں کے باوجود ان کو مسلمان سمجھتے ہیں، ان کا معاملہ بہت ہی خطرناک ہے، کیونکہ کافروں کو مسلمان سمجھتے ہوئے ان کی حمایت کرنا یا ان کا تعاون کرنا نہ صرف بدترین عمل ہے بلکہ ضیاع ایمان کا باعث ہے۔

محتاط الفاظ میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ ایسے لوگوں کو فوراً اپنے طرز عمل سے توبہ کرنی چاہئے ورنہ اس بات کا شدید اندیشہ ہے کہ کہیں ان کا حشر بھی ان کے ساتھ نہ ہو... ولا فعل اللہ... کیونکہ جان بوجھ کر کسی کافر کو مسلمان کہنا اور مسلمان سمجھ کر اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرنا خود کفر ہے۔

۶:...... قادیانی مردہ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ناجائز و حرام ہے۔ اس پر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی مفصل تحقیق تحفۂ قادیانیت جلد اول میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اگر بالفرض اس سے قبل کسی مردود قادیانی کو زمانہ قریب میں مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑ دیا گیا ہے تو اسے بھی نکال باہر کیا جائے۔

۷:...... جو قادیانی ابتدائی طور پر اسلام سے منحرف ہوکر قادیانی بنتے ہیں وہ مرتد ہیں، اور اس کے علاوہ باقی تمام قادیانی زندیق ہیں اور زندیق وہ ہوتا ہے جو اپنے کفریہ عقائد کو اسلام باور کرائے، چونکہ قادیانی بھی اپنے کفر کو اسلام باور کراتے ہیں، اس لئے یہ زندیق ہیں۔ اگر زندیق گرفتاری سے قبل از خود توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ لیکن اگر کوئی زندیق گرفتاری کے بعد یا اپنی زندیقیت کا راز فاش ہونے، یعنی اپنے زندیقانہ عقائد لوگوں کو معلوم ہوجانے کے بعد توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نئی ممبر سازی وانتخاب

مقامی مجالس کے لئے

ضروری اعلان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دستور کے مطابق ہر تین سال بعد نئے ممبر اور جماعت سازی ہوتی ہے۔ سال ۱۴۳۰ھ صفر المظفر سے نئی ممبر سازی شروع کرنے کا طے کیا ہے۔ چھ ماہ میں مقامی جماعتوں کی ممبر سازی، مقامی جماعتوں کے انتخابات اور مرکزی جنرل کونسل کے اراکین کا چناؤ ہوگا۔ اس کے بعد مرکزی انتخابات ہوں گے اور شوال المکرم کے آخیر تک انشاء اللہ العزیز! یہ تمام عمل پورا ہو جائے گا۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی اپنی جگہ خدمت ختم نبوت کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

مقامی طور پر ممبر سازی اور جماعتوں کے انتخابات کے لئے مندرجہ ذیل باتوں پر عمل درآمد ضروری ہے: ۱..... گزشتہ سالوں کی کوئی ممبر سازی کی بک استعمال نہ کی جائے۔ وہ سب زائد المیعاد شمار ہوں گی۔ ۲..... اس دفعہ رکن سازی کے لئے فیس رکنیت دس روپیہ مقرر ہوئی ہے۔ اسی کے مطابق نئی بکیں چھپی ہیں۔ ۳..... تمام مقامی جماعتیں اور ان کے عہدیدار نئی تشکیل تک عملاً فارغ ہوں گے۔ ۴..... تا تشکیل نو مقامی جماعت کے امیر بطور کنوینر کے تمام نظم کے ذمہ دار ہوں گے۔ ۵..... ممبر سازی ہر جگہ مقامی مبلغین کی زیر نگرانی ہوگی۔ وہی منتظم انتخابات ہوں گے۔ ۶..... جہاں مقامی امیر یا مبلغ ضرورت محسوس کریں گے مرکز کی طرف سے نمائندہ مقامی انتخابات کے اجلاس کی صدارت کے لئے بھجوایا جائے گا۔ ۷..... انتخابات کے اجلاسوں کی صدارت ونگرانی کے لئے مرکز کی طرف سے حسب ضرورت ذیل کے حضرات نمائندگی کریں گے: (مرکزی ناظم اعلیٰ) مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، (ناظم انتخابات) مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی (سرحد)، مولانا عبدالواحد (بلوچستان)، مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری (کراچی واندرون سندھ) یا جسے مرکزی ناظم اعلیٰ بمشورہ امیر مرکزیہ مقرر فرمائیں گے وہ مرکز کی نمائندگی کریں گے۔ ۸..... تمام مقامی مبلغین حضرات اپنی اپنی ضرورت کے مطابق مقامی امیر (کنوینر) کے مشورہ سے بکیں طلب کریں اور اس کام کو جلد از جلد مکمل کریں۔ ۹..... امید ہے کہ ملک بھر کے تمام رفقاء اس کام کو کار خیر وکار دین سمجھ کر محبت، اعتماد، احترام، باہمی تعاون سے اس نظم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنا فرض ادا کریں گے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

حافظ محمد اکرم طوفانی ناظم انتخابات بحکم، بمشورہ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

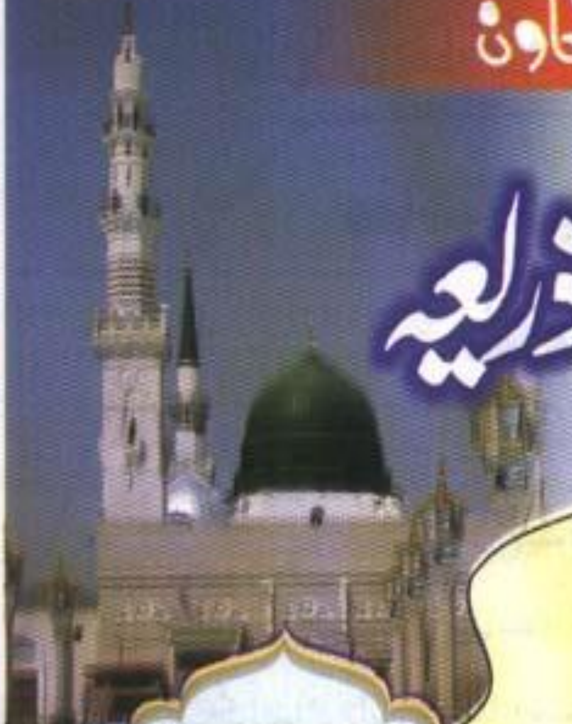

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن
ناظم اعلیٰ

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کو دیجیے

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 22 4583486-45141 فیکس: 4542277
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 2780337 فیکس: 2780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کرسکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔